بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# صوفیت کی ابتداء وارتقاء

اردو ترجمہ

# الصوفية نشأتها و تطورها


تالیف :ڈاکٹر طارق عبدالحلیم حفظہ اللہ

ڈاکٹر محمد العبدہ حفظہ اللہ

اردو ترجمہ: مدثر احمد لودھی حفظہ اللہ



مرکز دارالارقم





مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

# فہرست مضامین

مسلم ورلڈڈیٹاپروسیسنگ پاکستان

# مقدمہ طباعت دارالارقم

ایک دوست کے بھائی کی یہ چاہت ہوئی کہ وہ ''دائرۃ المرکز الاسلامی'' کی یہاں کسی شاخ کے مدیر ہیں اوراس کتاب کومفت تقسیم کے لئے دوبارہ شائع کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان ممالک میں اس کی شدید ضرورت ہے جن میں ہم نے بمقتضی مشیئت الٰہی اپنی زندگی کا طویل عرصہ گزار رہے ہیں جو ہم میں سے بعض کے لئے تو واقعی طویل ہے اور بعض کے لئے مختصر۔

میں صوفیت کے متعلق جو کچھ جانتا ہوں وہ تو جانتا ہی ہوں خواہ وہ کتب ہوں جو ان کے متعلق لکھی گئیں یا وہ کتب جو ان کے اقطاب (جمع قطب صوفیاء کے نزدیک صاحب مقام سردار) میں سے کسی نے خود اپنے متعلق لکھی ہوں یا وہ تحریک ہو جو مشرقی ممالک میں ان کے بعض بڑوں کے باہمی تصادم کے نتیجے میں وجود میں آئی۔

اللہ گواہ ہے کہ میں نے جو کچھ جانا یا مشاہدہ کیا یا زندگی گذار آیا اس سے بالکل خوش نہیں۔ یہ لوگ اس سنت مطہرہ سے بڑے ہی دور ہیں کہ جس کی راتیں بھی دن کی مانند روشن ہیں اور جن سے کج روی وہی اختیار کرتا ہے جو ہلاکت میں گرا پڑا ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور لوگ غلطی اور صحیح دونوں کرتے ہیں غلطی انسان پر وارد ہوتی ہے بلکہ یہ اس کے خمیر کا حصہ ہے''۔ لیکن یہ لوگ گمراہ ہیں گمراہ کرتے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جان سکا کہ ان کی پالیسی کیا ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ بدعت جہنم کا باعث ہے کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں پڑھا کہ: من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو ردٌّ. جو ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے ❶۔ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء نے اس حدیث کو تہائی اسلام قرار دیا ہے کیونکہ اس میں آپ کے حکم کی مخالفت کی تمام صورتیں جمع کردی گئی ہیں خواہ وہ بدعت کی صورت میں ہو یا معصیت کی صورت میں ❷۔

---

❶ مسلم۔ ❷ الاعتصام: 78/1

کیا صوفیہ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سن رکھا: انہوں نے دو پتھر لے کر ایک دوسرے پر رکھ کر اپنے شاگردوں سے پوچھا کیا ان دونوں پتھروں کے بیچ میں روشنی دکھائی پڑتی ہے؟ وہ کہنے لگے !ابوعبداللہ ہمیں تو بہت کم روشنی دکھائی دیتی ہے۔فرمانے لگے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ نورالبجع (ایک قسم کا پرندہ جس کی چونچ لمبی اور چوڑی ہوتی ہے اور اس کے نیچے ایک تھیلی سی ہوتی ہے مراد اس کی چونچ کے دونوں حصوں کے درمیان جھری ہے) سے بھی ظاہر ہوگا تا آنکہ ایک وقت حق صرف اس قدر رہ جائے گا جس قدر ان دونوں پتھروں کے درمیان سے روشنی جھلک رہی ہے اللہ کی قسم تم بدعتیں تلاش کروگے تا آنکہ اگر کسی بدعت کو ترک کیا جا رہا ہوگا تو لوگ کہیں گے سنت ترک کردی گئی۔ نیز عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے آثار کی اتباع کرو اور بدعتیں مت نکالو کیونکہ تم کفایت کردیئے گئے ہو (یعنی دین ہی کافی ہے)۔

بدعت اور اس کے آثار پر طویل گفتگو ہوسکتی ہے مگر میں نے صرف ان امور پر تنبیہ کی ہے جو اس دور میں رائج ہیں خاص کر ان ممالک میں رائج بعض نادان مسلمانوں کا دین اسلام سے متصادم بعض صوفیہ کی تعظیم کے مختلف مظاہر سے متعلق اور ان مشرقی ممالک سے آنے والوں کے متعلق جو ان جراثیم کو وہاں سے لا کر یہاں عوام الناس میں پھیلاتے ہیں یہ بہت زیادہ نہیں تعجب ہے کہ یہ لوگ سنت مطہرۃ کے انتساب کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض منبروں پر اسلامی جمعیت یا اسلامی مرکز کے نام سے خطبے دیتے ہیں اور یہ باور کراتے ہیں کہ وہ سنی ہیں یا کسی ایسی تقریب میں شریک ہوکر جس کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا یہ صوفی ہیں یا صوفیاء سے محبت کرنے والے ان جاہلوں میں سے ہیں جو اس طرح کے مراکز میں کھڑے ہوکر اس طرح کے دعوے کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے صوفیوں کی توحید پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں کیا یہ لوگ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے واقف نہیں کہ: ''جو بدعتی کے پاس آیا اس کی حوصلہ افزائی کی تو گویا اس نے اسلام کی عمارت ڈھانے میں اس کی مدد کی''۔ اللہ کے دین میں سستی برتنے والے ان لوگوں کو منبروں کا امین کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے اور

کیوں کر لوگ انہیں آگے کر دیتے ہیں کہ اس امانت کو ان لوگوں کے سپرد کر کے ضائع کر دیں جن کے متعلق حسن ظن نہیں رکھا جاسکتا اور جن کے ارادوں سے بے خوف نہیں رہا جاسکتا اور جو اسلامی جماعتوں کے کمان کے خلاف برے ارادے رکھتے ہوں وہ بھی ان علاقوں میں جہاں کے لوگ دین صرف اسی قدر جانتے اور سمجھتے ہیں جو منبروں پر انہیں بتایا جائے۔ میں کہتا ہوں: کہ لوگ آخر کیوں کر ان گمراہ اور بدعتی لوگوں کو آگے بڑھادیتے ہیں تاکہ وہ لوگوں سے خطاب کرے پھر تحریف کرے، فساد کرے ،جھوٹ بکے اور لوگوں کو سیدھی اور سچی راہ سے نکال باہر کرے۔

کیا یہ جہالت نہیں...... عام لوگوں کی جہالت جنہوں نے اپنے معاملات ان جیسے ائمہ، شیوخ اور خطباء کے سپرد کر دیئے نہ ان کی علمیت کی تحقیق کی نہ ہی ان کے منہج اخلاص، اور خیر خواہی کی اور پھر معاشرے کے سرکردہ لوگ انہیں عوام الناس کے سامنے حدیث بیان کرنے، خطبہ دینے کی دعوت دیتے ہیں تو کیا یہ لوگ اسلامی مراکز اجتماعات، تقاریب وغیرہ میں انہیں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے اللہ سے ڈرتے نہیں اور انہی میں ہی رشد و فلاح کے کیوں طالب ہوتے ہیں؟ کیا ان پر واجب نہیں کہ وہ یہ علمی مناصب صرف ایسے لوگوں کے سپرد کریں جو صحیح سنت کے پیروکار ہوں بدعت وزیغ وضلال سے دور ہوں کیا یہ بہتر نہیں کہ جاہل عوام ان لوگوں کے بجائے ان لوگوں کے پاس جائیں جن کے پاس سنت کا علم ہوتا کہ امانت علمی کا تقاضا پورا ہو سکے یا یہ بہتر ہے ان کا تسلط اور غلبہ برقرار رہے اگر چہ علم وامانت کا ضیاع ہو یا پھر معاشرے کے سرکردہ لوگوں کے ان جیسے لوگوں سے دنیاوی مفاد وابستہ ہیں کہ وہ ان کے ان دینی مناصب کو پکا کرتے ہیں جو انہوں نے زمانے کی غفلت میں حاصل کئے ہوں۔ کیا ملک میں علم کا ایسے ہی فقدان پڑ گیا ہے جیسے جہنمیوں کے ہاں پانی کا فقدان ہوتا ہے کیا ان کے دنیاوی مفادات اسی طرح مضبوط ہوں گے کہ وہ عوام اسلامی مراکز، تنظیموں اور تحریکوں پر مکمل کنٹرول رکھیں............ یا یہ سب مکس پلیٹ ہے؟!۔

یقیناً حق ہی مستحق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے اللہ کی قسم اگر ہم اپنے دینی امور ان لوگوں کے سپرد

کردیں جوانہیں کھیل بنالیں اوراس لائق نہ ہوں تو ہمیں ضرور شرمندہ ہونا پڑے گا اس دن کہ جب ندامت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا ان جیسے صوفیہ جیسے حمزہ یوسف اس کا شیخ مالکی اورحمیم کیلر (جس نے خوداپنے لئے کج روی کا اعتراف کررکھا ہے ) یہ ان ممالک کے نوجوانوں میں گھٹیا افکار رائج کرتے ہیں اور محی الدین ابن عربی ❶ اورحلاج اور بایزید بسطامی وغیرہ کے مذہب کی طرف دعوت دیتے رہے یہ سب علی الاعلان وحدت الوجود، حلول اوراتحاد کے قائل تھے اوراپنے ہی اعتقاد کی حقیقت کو کمتر سمجھتے تھے اللہ ہی ان کے دلوں کی کیفیت جانتا ہے ان کا شیخ اکبر رتبہ جمع (اللہ ان سب کو جہنم میں جمع فرمائے ) یعنی اللہ اور اللہ سبحانہ کو پالینے والے اجتماع واتحاد بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

لها صلواتی بالمقام اقیمها　　　　واشهد فیها انها لی صلّت

کلانا مصل عابد ساجدا لی　　　　حقیقته الجمع فی کل سجده

ترجمہ: ’’جس مقام پر میں فائز ہوں اس پر فائز رہتے ہوئے میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ میری نمازیں اس کے لئے ہیں اوراس نے بھی میرے لئے نماز پڑھی ہے ہم دونوں ہی نماز پڑھتے ہیں عبادت کرتے ہیں ہم سجدہ کرتے ہیں ایک متحد حقیقت کو‘‘۔

غور کیجئے وہ اپنے نفس کے لئے نماز پڑھتا ہے اوراسے ہی سجدہ کرتا ہے کیونکہ (اس کے بقول ) اس کی ذات ہی تو اللہ ہے (اللہ اسے اوراس کے ہم خیالوں کو رسوا کرے۔آمین ) نیز اس شعر کا شارح مرتبہ فنا فی الذات کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہتا ہے:

ففی الصحو بعد المحو لم اك غیرها　　　　وذاتی لذاتی اذا تحلت تجلت

ترجمہ: ’’فنا ہوجانے کے بعد ہوش میں آکر بھی میں اس سے الگ نہیں ہوتا اور تیری ذات جب میری ہی ذات میں حلول کرتی ہے تو آشکار ہوجاتی ہے‘‘۔

حمیم، حمزہ وغیرہ جیسے شعبدہ باز اس طرح کی خرافات کو عام کرتے ہیں ان کے پیروکاروں کی حالت ان

---

❶ جو دراصل محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والا نہیں بلکہ ھادم الدین یعنی دین کی عمارت ڈھانے والا تھا۔

لوگوں کو دیکھ کر معلوم کریں جو اولیاء کے مزاروں کا طواف کرتے ہیں تا کہ ان کی کتابوں کی طباعت کی ان سے اجازت حاصل کر سکیں۔جیسا کہ شیخ عبد الحلیم محمود ازہری نے اپنی کتاب ''السید البدوی'' کے مقدمے میں ذکر کیا ہے۔

یہ لوگ صرف ان خرافات کی ترویج پر ہی اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اہل السنۃ والجماعۃ پیروکاران رسول ﷺ پر کفر والحاد کی تہمت بھی لگاتے ہیں ان کی امتیازی علامات یہ ہیں کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بنظر تحقیر دیکھتے ہیں کیونکہ ان کی سیرتوں میں انہیں اپنی بدعات کے دلائل نہیں ملتے علاوہ ازیں یہ لوگ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جیسے اہل علم پر بدعت وکفر کا حکم لگانے سے گریز نہیں کرتے جس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایسی بدعات اور بدعتیوں کے سخت مخالف تھے۔

چنانچہ امت اسلامیہ کو ان سے مکمل اجتناب کرنا چاہئیے اور ہمیں خاص کر ان سے ضرور بچنا چاہیئے کیونکہ اسلامی کتب ومآخذ ومراجع تک ہمارا وصول مشکل ترین ہے اور اہل علم کی قلت ہے جبکہ جھوٹوں ،دھوکے بازوں ،مفاد پرستوں ،بندگان خواہش اور متبعین کی کثرت ہے ہم پر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور ان کے بعد ان کے خلفاء راشدین مہدیین کا طریقہ لازم ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اسے مضبوطی سے تھام لیں اور دین میں نئی ایجادات سے اجتناب کریں کیونکہ بلاشک وشبہ ہر نیا کام بدعت ہے( یہاں حدیث میں لفظ کُلّ ہے جو بدعت حسنہ وسیئہ دونوں کو شامل ہے یعنی ہر بدعت خواہ حسنہ ہو یا خواہ سیئہ ایسے ہی ہر نیا کام بدعت وگمراہی ہے )وہ لوگ ہمیں دھوکے میں نہ ڈال دیں جو اپنی ظاہری وضع قطع اور پرفریب گفتگو کے ذریعے خود کو اہل علم میں شمار کرواتے ہیں جبکہ حقیقتاً ان کی گول مول گفتگو سنت کی مخالفت میں ہوتی ہے دین سے خارج ہوتی ہے بلکہ دین کی بنیادیں ڈھا رہی ہوتی ہے۔

**واللہ من وراء القصد.**

ڈاکٹر طارق عبد الحلیم حفظہ اللہ ٹورنٹو کینیڈا

1417 ہجری بمطابق جنوری 1993ء

جب فکر اسلامی کی بنیاد ہی غلط ہو جائے۔ جیسا کہ آج کل ہے۔ پھر یہ تصوف و توہّم اور پریشان خیالات میں ہی مبتلا کرے گی اور اندھی تقلید کا رجحان پیدا کرے گی۔

(مالک بن نبی)

جب تصوف کی بو دلوں میں داخل ہو جائے پھر مسلمان دربانوں کا ہی رخ کرتے ہیں۔

(محمد اقبال)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

**ان الحمد للّٰه نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا وسيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادی له. وصلی الله علی سيدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه وسلم وبعد:**

(۱) صوفیا سے متعلق اس کتاب کا مقصد ان تمام کتابوں کا احاطہ نہیں ہے جو صوفیوں کے متعلق لکھی گئی ہوں یا صوفیاء نے لکھی ہوں خواہ اپنے بارے میں یا صوفیت کے متعلق اور نہ ہی ان کے اقوال وآراء اوران کے طریقوں کی مکمل تفصیل بیان کرنا ہے ہمارا مقصد طوالت نہیں بلکہ ہمارا وہ ہدف جسے ہم نے اپنی نگاہوں کے سامنے نصب کیا ہے وہ اہل حق کو صوفیت سے متعلق ایک بنیادی اور مختصر معلومات فراہم کرنا ہےاور یہ فرقوں اورتفرقہ بازی سے متعلق کلام کا ڈھیر لگا کرنا ممکن ہے چنانچہ صوفیاء کےاحوال کی معرفت ان کے لئے اصولوں اوران کی ترقی کے مراحل اوران کی بدعات اوران کے بنیادی طریقے جان لینا ہی کافی ہے جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو صوفیت میں سرتا پیر غرق ہو چکے ہیں تو ان کے بارے میں سلف صالحین کا کہنا ہے کہ: ’’بدعتی کی طرف بہت ہی کم دھیان دینا چاہیئے‘‘۔

(۲) ہم اس صوفیت کے متعلق نہیں لکھ رہے جو ماضی کا حصہ تھی جیسا کہ کہا جاتا ہے بلکہ وہ آج بھی ماضی کے تسلسل کے ساتھ ہی موجود ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس کا سایہ وقتی طور پر سمٹ گیا تھااوراب یہ پوری قوت سے ایک مرتبہ پھر اسلام کی دعوت حق کے مقابلے میں پلٹ آئی ہے مشرق میں بریلویت مغرب میں تیجانیت اوران دونوں کے مابین شاذلیت اور برھانیت یہ تمام لامتناہی سلسلے جواب مکہ مدینہ کی طرف پلٹ رہے ہیں کہ جو عرصہ دراز تک ان سے خالی رہے سو کیوں نہ ہم مسلمانوں کو ان کی غلطیوں اورخطرات سے آگاہ کریں؟

(۳) جب ہم صوفیت سے متعلق گفتگو کریں تو اس سے ہمارا مقصد صوفیت کا اصطلاحی معنی ہے یعنی وہ

صوفیت جومخصوص کتابوں میں مخصوص اصطلاحات کا نام ہے۔اس کے بارے میں بہت سے اشکالات ہیں یہ حقیقی اسلامی منہج سے کوسوں دور ہے بعدازاں یہ حلول اوراتحاد جیسے خطرناک امور میں جاملی تو یہ بلاشبہ اہل السنۃ والجماعۃ کے خطوط سے دوری اورتفرقہ بازی ہےاور جولوگ کہتے ہیں کہ ہم صوفیت سے اسلامی سلوک،دلوں کونرم کرنا،اور دنیا سے بے رغبت کرنا مراد لیتے ہیں تو ان سے کہا جائے کہ تم ان امور کوصوفیت کا نام ہی کیوں دیتے ہوجوکہ ایسے رموز واشکال پر مشتمل ایک مستقل علم کا نام ہے جو خلاف اسلام ہے تم شبہات سے دور کیوں نہیں رہتے اوران ناموں کو کیوں ترک نہیں کردیتے کہ جن کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری نیز زہدوتقوی کی کوئی بھی مذمت نہیں کرتا البتہ صوفیت کی مذمت کرتے ہیں ❶۔

جولوگ حسن اخلاق ،زہداورشرعی آداب بجالاتے ہیں انہیں نساک،قراء،زہاد،اور عباد کے القابات سے ملقب کیا جاتا ہے جبکہ صوفیہ کا لقب نہیں دیا جاتا جوروح اورروحانی بیماریوں اوردلی خیالات کے بارے میں پڑھتے پڑھاتے ہیں اورغلط مذہب کے رسیا ہوتے ہیں ❷۔

چنانچہ مسئلہ اخلاق وسلوک کا نہیں بلکہ ان بناوٹی طوروطریقوں کا ہے جوروحانی ریاضتوں سے متعلق خالص عجمی اختراعات ہیں جن کا نتیجہ بلاعلم اللہ کے بارے میں بکواس اوراس پر افتراء پردازی ہے صوفیت کا مقصد(بزعم خویش)اللہ سے مل جانے اورلوگوں سے دور ہوجانا ہے جبکہ یہ منہج انبیاء کی ضد ہےانہیں اس لئے مبعوث کیا گیا کہ وہ ساری دنیا میں گھوم کرلوگوں کونیند سے بیدار کریں یہی وجہ ہے کہ ہم بڑے بڑے زہادوعباد جیسے ابراہیم ادہم اورفضیل بن عیاض ❸ کواس معنی کی صورت میں شمار نہیں کرتے۔چہ جائیکہ ہم حسن بصری رحمہ اللہ اوران سے پہلے لوگوں کوان میں شمار کریں جیسا کہ صوفیاء پوری ڈھٹائی سے ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں بقول ابن جوزی ''ہرفرقہ لوگوں کے سامنے جھوٹ کو سچ

---

❶ تلبیس ابلیس ازابن الجوزی:165۔

❷التصوف الاسلامی فی الادب والاخلاق از زکی مبارك : 21/2۔

❸ دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں ہے کہ:''دوسری صدی ہجری میں پیدا ہونے والے نظریاتی اختلاف کا کوئی اثر تلاش کرنا ہماری بے کار کوشش ہوگی نیز ⇐

بنا کر پیش کرتا ہے اور پھر اس کی طرف اہل السنۃ کے بڑے بڑے ائمہ کو منسوب کر دیتا ہے مثلاً امامیہ شیعہ کی تمام باطل احادیث امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں جبکہ وہ ان سے بری الذمہ ہیں اور ائمہ اہل السنۃ میں سے ہیں پہلے قسم کے زہد اور تصوف میں فرق ایسے ہی ہے جیسے تشیع کے لغوی معنی میں (یعنی علی رضی اللہ عنہ سے بلا مبالغہ محبت اور ان کی مدد کرنا) اور فرقہ شیعہ کے درمیان ہے کہ اس کے مخصوص عقائد ہیں جو تحریک باطنیت کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کے راستے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کے بعد وجود میں آئے بالکل اسی طرح باطنیت نے اپنی الحادی تعلیمات کو غالی صوفیاء میں بھی پھیلا دیا تھا❶۔

④ صوفیہ کو فرقہ گردا ننا بڑے ہی اچھنبے اور حیرت کی بات ہے کیونکہ سیدھا سادہ عقیدہ یہ ہے کہ وہ بھی اہل السنۃ سے ہیں۔

اس بات کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اگر تو صوفیاء کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ کشف وذوق روحانی مشقیں ہیں جن کی اللہ نے دلیل نہیں اتاری تو بلاشبہ یہ قابل مذمت اور تفرقہ بازی ہے تو جو حلول اور اتحاد کی بات کہے اس کے بارے میں کیا خیال ہے یہ تو صریح کفر ہے اور علماء سلف نے علم کلام اور اس کی آڑ میں جاری ہونے والی بدعات و تفرقہ بازی کی مذمت کی ہے اگر چہ بعض علماء سلف نے بنیت حسنہ دفاع اسلام کی خاطر اس میدان میں قدم بھی رکھا ہے تو جو فناء اور رہبانیت کے نام پر عجمی طریق تصوف کی بدعت نکالے اور رقص دف پر اللہ کا ذکر کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تک پہنچنے کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سوا اور طریقہ بھی ہے اس کی مذمت کیوں نہ کی جائے وہ تو کافر ہے شیطان کا دوست ہے❷۔

پھر فرق کے عنوان پر لکھنے والے بعض علماء کا تو یہی موقف ہے جیسے امام رازی اپنی کتاب ''اعتقادات

⇦ ابراہیم بن ادہم کو ان لوگوں میں سے نہیں مان سکتے کہ جن کے مذہب وحدود کی اساس دنیا سے بے رغبتی اور نفس کی اصلاح پر ہے 33/1 ط 1933ء۔

❶ ملاحظہ ہو تاریخ الامم : 116/1 از رشید رضا۔ ❷ تنبیہ الغبی از بقاعی ص : 21۔

فرق المسلمین و المشرکین ''میں رقم طراز ہیں: ''جان لو کہ امت کے فرقے بیان کرنے والوں کی اکثریت نے صوفیاء کا تذکرہ نہیں کیا اور یہ غلطی ہے'' ❶۔

اس کے بعد انہوں نے صوفیاء کے طبقات وفرقوں کا تذکرہ کیا ہے۔ نیز ابن الندیم نے اپنی کتاب ''الفہرست'' کا پانچواں مقالہ ''ان سیاحوں، زاہدوں، عبادت گزاروں اور صوفیاء کے بارے میں لکھا ہے جو خطرات اور وساوس کے متعلق کلام کرتے ہیں'' ❷۔

نیز ابن حزم اپنی کتاب ''الفصل فی الملل و النمل ''میں ایک فصل بعنوان ''اس قوم کی شناعت جن کے فرقے معروف نہیں'' باندھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''صوفیاء کے ایک گروہ نے یہ دعویٰ تک کر رکھا ہے کہ بعض اولیاء تمام انبیاء سے بھی افضل ہوتے ہیں اور جو عارف باللہ بن جائے اس سے اعمال شریعت ساقط ہو جاتے ہیں'' ❸۔

نیز عباس من منصور الحنبلی اپنی کتاب ''البرہان فی معرفۃ عقائد اہل الادیان'' میں لکھتے ہیں کہ: ان (اہل السنۃ) میں کسی نے بھی شدوذ اختیار نہیں کیا سوائے ایک فرقے کے جس کا نام صوفیت ہے اہل السنۃ سے قریب بنتے ہیں ان میں سے ہیں نہیں بلکہ عقائد واعمال میں ان کے خلاف ہیں'' ❹۔

بظاہر اس کتاب کے مؤلف نے غالی صوفیوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا ہے۔

لفظ فرقہ سے تمہارا مقصد شرعاً مذموم فرقہ بازی ہے جو اس اسلامی بنیاد سے دوری ہے جس کی مثال اجلہ صحابہ وتابعین رہے ہیں ہم جانتے ہیں کہ کچھ بزرگ ہستیاں ایسی بھی ہیں جو صوفیت کی طرف منسوب ہوتی ہیں لیکن یہ چیز صوفیت سے متعلق عمومی گفتگو سے مانع نہیں ہے ان علماء نے تربیت نفس کے حوالے سے صوفیت کا صرف ایک پہلو اختیار کیا جو کہ ان کی غلطی ہے بہر حال وہ باطل اور کفر میں مبتلا کر دینے والی منحرف صوفیت میں داخل نہیں ہوئے ایسے ہی مرجئہ بھی مختلف فرقوں میں تقسیم ہوئے اور بعض علماء

---

❶اعتقادات فرق المسلمین ازفخرالدین رازی:72۔ ❷الفہرست ابن الندیم : 260۔ ❸الفصل فی الملل والنمل : 226/4۔
❹مقدمۃ کتاب اعتقادات فرق المسلمین :11۔

حق بھی ان کا شکار بنے سو جب ہم صوفیت کو ایک ایسے فرقے کے طور پر لیں گے جو منہج اہل السنۃ والجماعۃ سے زیادہ دور ہے تو اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ صوفیت کی طرف منسوب ہر شخص گمراہ اور منحرف ہے ممکن ہے کہ وہ بڑے عُبّاد میں شامل ہو لیکن اسلام کے جامع اور مکمل پہلوں میں سے کسی ایک پہلو کے اعتبار سے اس میں کمی رہ گئی ہو اور مسلمان میں سنت سے دوری کے بقدر نقص پیدا ہو جاتا ہے۔

⑤ ہم اس بات کا انکار نہیں کر رہے کہ روحانی پہلو میں ابتدائی صوفیت کی اعمال قلوب، اخلاص وتوکل وانابت وخشیت الٰہی الی اللہ تعالیٰ میں تزکیہ کے متعلق گفتگو متاثر کن رہی ہے لیکن اس بارے میں انہوں نے تشدد اختیار کیا اور ایسی راہداریوں میں جا گھسے جن میں ان سے افضل لوگ داخل نہ ہوئے ایسے ہی ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اس کے مقابل جانب ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دل بڑے ہی سخت ہوتے ہیں تو یہ بھی سنت سے خروج ہے بلکہ یہ ان یہودیوں کے مشابہ ہے جن کے دلوں کو اللہ نے پتھروں سے بھی سخت قرار دیا ہے جیسا کہ علم کے بغیر عبادت کرنے میں نصرانیت کی مشابہت ہے جبکہ مطلوب توسط واعتدال ہے یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ نے انعام کئے سو ہم ان لوگوں میں نہ بنیں جن پر غضب کیا گیا جو کہ یہودی ہیں اور نہ ہی ان لوگوں میں جو گمراہ ہوئے جو کہ عیسائی ہیں۔

⑥ تصوف اپنے اصطلاحی معنیٰ میں جس کے متعلق ہم نے لکھا ہے وہ آج تک موجود ہے اور نسل اسلامی کی تربیت میں ان کے منفی اثرات بڑے واضح ہیں مثلاً شیخ کی بندگی اور اس کے لئے گر پڑنے کی تربیت اور ہر نامعقول کی تصدیق کر دینے کی تربیت حقیقتاً یہ بڑی ہی دردناک داستان ہے کہ لوگوں میں دجال اور کذاب ہیں جن کے پیچھے چلنے والوں میں علمی وغیر علمی یونیورسٹیوں کے طلباء کی اکثریت ہے البتہ عوام محفوظ ہے یہ عوام کا انصاف ہے۔ اسی صوفیانہ تربیت نے نوجوانوں کو ان کے ہاتھوں کا کھلونا بنا دیا ہے وہ ہر لمحے اپنے شیخ کے حکم یا اس کے ہاتھوں کسی خرق عادت معجزے کے صادر ہونے کے منتظر رہتے ہیں۔

ابن عقیل رحمہ اللہ صوفیوں اور متکلمین (فلاسفہ) کے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

:''شریعت کے لئے صوفیوں اور متکلمین سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی نہیں یہ متکلمین لوگوں کے عقائد ان کی عقلوں میں شبہات اور وہم پیدا کر کے خراب کر دیتے ہیں اور صوفیاء اعمال برباد اور دینی قوانین منہدم کرتے ہیں جو کہتا ہو کہ مجھے میرے دل نے میرے رب سے بیان کیا گویا اس نے رسول اللہ ﷺ سے اظہار براءت کر دیا میں ان دونوں کے طریقوں سے خوب واقف ہوں متکلمین کا مقصد شک پیدا کرنا اور صوفیوں کا مقصد بکواس بکنا ہے۔

ہر جگہ صوفیاء مسلسل نسل اسلامی کے عقائد و اعمال کی خرابی کا باعث رہے ہیں چنانچہ ان کے بارے میں لکھنا ضروری ہے ہم ان شاء اللہ ان کے حقائق لوگوں سے چھپائیں گے نہیں لیکن جیسا کہ ہر گروہ اور ہر فرقہ صرف خود کو ہی حق پر سمجھتا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے اس پر راضی اور قانع ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی خود کو افضل مخلوق اور اللہ کے منتخب دوست سمجھتے ہیں غزالی ❷ کا اعتقاد تھا کہ تزکیہ نفس کا اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔

گویا کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ یا اہل الحدیث کا یا اہل علم و عمل اور امام احمد بن حنبل اور امام عبداللہ بن مبارک جیسے عبادت گزاروں اور ائمہ فقہ و حدیث جیسے ناموں سے واقف بھی نہ تھے جب کہ یہ بہت ہیں ❸۔

نیا پڑھنے والا غزالی اور حارث محاسبی ❹ کی کتابیں پڑھ کر سمجھنے لگتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی راستہ ممکن ہی نہیں جبکہ حقیقت اپنی جگہ برقرار ہے جیسے نصف النہار کا دمکتا سورج ہر اس شخص کو روشنی دیتا ہے جس کا

---

❶ تلبیس ابلیس: 375۔ ❷ غزالی کا نام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد الطّوسی الغزالی تھا امام حرمین سے فقہ سیکھی علم کلام وجدال میں مہارت حاصل کی ابن سیناء اور اخوان الصفا کی کتب سے متاثر تھے پھر یہ چھوڑ کر صوفیت کی طرف مائل ہو گئے اذکیاء میں سے تھے انتہائی ذہین و فطین تھے اسی لئے ان میں بیک وقت فقہ سے شغف، آداب شرح کا التزام اور فلسفہ کلام و صوفیت ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں اس بارے میں ان کے انتہائی کڑوے الفاظ تھے جن میں وہ سر کے بل گر پڑے ہیں ان کی فقہ، تصوف اور فلاسفہ پر رد میں مشہور تالیفات ہیں ملاحظہ ہو (سیر اعلام النبلاء: 322/19) انہوں نے ان کے بارے میں جو علماء کے اقوال نقل کیے ہیں وہ انصاف کرنے میں ان کا مبالغہ ہے ان کی وفات 505 ہجری میں طوس شہر میں ہوئی۔ ❸ حاشیہ: ملاحظہ ہو غزالی کی کتاب المنقذ من الضلال اس میں انہوں نے قسم کھائی ہے حق تک لے جانے والے چار ہیں: (۱): فلسفہ۔ (۲): کلام۔ (۳): امام معصوم۔ (۴): کشف۔ پھر آخری سے ہی حق کے دلیل کے طور پر راضی ہوئے۔ ❹ اس کا نام حارث بن اسد المحاسبی البغدادی ہے: اس کی زہد ⇐

مقصد نیک ہو علم کا طالب ہو اور صراط مستقیم کو راستہ بنائے۔

آخر میں ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ صوفیت کی ابتداء وارتقاء پیش کرنے میں ہر طرح کے تعصب اور جانبداری سے محفوظ رکھے۔آمین

**واللہ من وراء القصد والحمد للّٰہ رب العالمین.**

⇦ سے متعلق بہت سی تالیفات ہیں علم کلام میں مشغولیت کے سبب اپنے باپ کا ترکہ چھوڑ دیا تھا امام ابوزرعہ الرازی سے اس کی کتب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے روکا اور فرمایا: ''تم پر حدیث لازم ہے کیا تم تک یہ بات کبھی پہنچی کہ مالک یا ثوری یا اوزاعی نے خطرات اور وسوسوں کے بارے میں لکھا ہو؟'' اس کا انتقال 143 ہجری میں ہوا ملاحظہ ہو۔صفة الصفوة:367/2،سیر اعلام النبلاء:110/2۔

پہلا باب

# صوفیت کی ترقی: مقدمہ

صوفیت ایک ایسا مستقل اور ممتاز فرقہ نہیں کہ سال کے اعتبار سے ڈھونڈھنے والے کو ان کی ترقی کے ادوار مل جائیں بلکہ یہ ایسا بے بُنا فرقہ ہے جس کی کوئی متعین شکل نہیں ہے ان کی افکار کے حاملین میں بعض فقہاء بھی ہیں اور ان کی بدعات کے قائل بعض ایسے بھی ہیں جو اہل السنۃ سے نسبت کا دعویٰ کرتے ہیں یہی چیز محقق کے لئے مشکل پیدا کر دیتی ہے اگر وہ صوفیت کے ادوار و مراحل کا باریک بینی سے جائزہ لینا چاہتا ہو چنانچہ ہم صدیوں کے اعتبار سے ان مراحل کے بنیادی خطوط اور ان کی بڑی بڑی افکار کے ظہور کو ( کہ جنہیں محقق ان کے مراحل میں سے ایک مرحلہ شمار کر سکتا ہے ) بیان کرنے کی کوشش کریں گے یہ ایسا ارتقاء ہے جس میں تاریخ فکر گڈمڈ ہے اس تفرق کی بنیادی کڑیوں کو الگ الگ کرنا اس وقت سے لے کر آج تک انتہائی مشکل ہے۔

ہم نے صوفیت کے ارتقائی مراحل کو تین مراحل میں تقسیم کیا ہے اس سے پہلے اسلامی معاشرے میں طبقہ عباد و زہاد کے ظہور سے متعلق ایک تمہید ہے پھر پہلا مرحلہ ان ابتدائی صوفیاء کے بارے میں ہے جن کے متعلق کہنا چاہیئے کہ یہیں سے تفرق شروع ہوا اس کے بعد اس فرقے کی مستقل اصطلاحات کا مرحلہ ہے اور پھر آخری مرحلہ عقید وحدت الوجود کی ابتداء اور صوفیت میں جو کہ پہلے ہی تنگ یونانی فلسفے سے گڈمڈ تھی اس کے داخل کیئے جانے سے متعلق ہے۔

## پہلی فصل

اسلامی معاشرہ اور طبقہ عُبّاد ( کثرت سے عبادت کرنے والے ) کا ظہور اسلامی معاشرے کی ابتدائی

نشأت طبعی اور مکمل تھی نہ کہ محض تکلفانہ اور فطرت سلیمہ اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی کی تمام باقیات بھی جمع کر چکی تھی ان دنوں عرب اور خصوصاً شہری لوگ مثلاً قریش، اوس اور خزرج دیگر اقوام کی بنسبت فطرت سے زیادہ قریب تھے اسی لئے اللہ نے اپنے نبی کے لئے افضل ترین قوموں کا انتخاب کیا جن کی رسول اللہ ﷺ نے اپنی سرپرستی میں تربیت فرمائی اس طرح وہ ''اس کھیتی کی طرح ہو گئے جس نے اپنا کنارہ نکالا پھر اسے مضبوط کیا پھر موٹا ہوا اور اپنی جڑ پر کھڑا ہو گیا اور کسان کو خوش کرنے لگا تاکہ وہ ان کے ذریعے کفار کو چڑھائے'' جب بھی ان میں سے کوئی ایسا عمل سرزد ہوتا جو دین حنیفیت کے خلاف ہوتا رسول اللہ ﷺ ان کے لئے صحیح راستہ متعین کر کے انہیں واپس صراط مستقیم پر گامزن کر دیتے جیسا جب تین صحابہ نے جب عورتیں مال و دولت کو چھوڑ کر ترک دنیا کا قصد کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً ہی انہیں صراط مستقیم کی طرف پھیر دیا اور فرمایا کہ: ''میں روزہ رکھتا ہوں چھوڑتا ہوں نماز پڑھتا ہوں سوتا ہوں اور عورتوں سے تعلقات بھی رکھتا ہوں جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں'' ❶۔

چنانچہ اعتدال ہی اصل ہے اگر آپ شریعت کے عام امور پر غور و فکر کریں تو انہیں بھی مبنی بر اعتدال پائیں گے تو تشدد کی راہ وہ اختیار کرتا ہے جس پر بگاڑ غالب ہو اور تساہل کی راہ وہ اپناتا ہے جس پر حرج شدید غالب ہو اگر نہ یہ ہو اور نہ ہی وہ تو آپ اعتدال کو ہی بطور ضابطہ دیکھیں گے اور اسی اصل کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ❷۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں امیر، فقیر، تاجر، کسان، مزدور ہر طرح کے لوگ تھے کچھ ایسے تھے جو بطور نائب رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرتے اور دوسروں تک پہنچاتے تھے۔ اہل الصفہ نے بھی اپنی خوشی سے ہی محض عبادت کے علم کے لئے نہیں کٹے بیٹھے تھے بلکہ کسی کو اگر کوئی کام کاج ملتا تو اپنی پہلی حالت ترک کر دیتا

---

❶ جامع الاصول ازابن اثیر: 294/1 باب الاعتقاد فی الاعمال۔ ❷ الموافقات ازشاطبی مع تعلیق خضر حسین طبع دارالفکر: 113/2۔

یہی صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی تھی ایسی طبعی زندگی جو علم ،عمل ، جہاد فی سبیل اللہ تمام صورتوں کو شامل تھی کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں طالب علم بھی ہیں اور اپنے اہل واولاد کے درمیان بھی ہیں بالکل عصر حاضر کی معروف زندگی جیسی کیفیت وہ صحابہ جو کسی خاص عبادت میں دوسروں سے زیادہ تھے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تو یہ بھی پہلی صورت سے مختلف نہیں ہے وہ مکمل شخصیت کے حامل تھے اوراس طرح کے فردی امتیازات تو کہیں کہیں ہوتے ہیں ان کے بارے میں امام جوینی نے درست فرمایا کہ :''بدعات وخواہشات کی آگ نے ان معزز چہروں کو جھلسایا نہیں اور نہ ہی وہ اختلاف آراء کے جراثیم میں ہی جا گھسے جیسے وہ انڈہ جو پھٹتا نہیں ہے'' ❶۔

تابعین اوراکثر تبع تابعین بھی ایسے ہی تھے علم وعمل عبادت وفضل اور آداب شریعت کے التزام میں لوگوں سے ممتاز تھے اور خاص اسباب کی بناء پر ان میں سے کسی کسی پر شدید خوف اور رقت بھی طاری ہوجاتی تھی اگر چہ ان کے حالات بڑے عالی ہیں لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ ان سے بھی افضل ہیں اسی لئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ :تم اگر چہ اصحاب رسول سے زیادہ نمازی اور روزے دار ہو مگر وہ پھر بھی تم سے بہتر ہیں وہ کہنے لگے ابوعبدالرحمٰن آخر کیا وجہ ہے فرمایا کیونکہ وہ دنیا میں بڑے زاہد اور آخرت کے حریص تھے ❷۔

مدینہ میں ان عُباد میں سے عامر بن عبداللہ بن زبیر بھی ہیں وہ روزوں میں وصال کرتے اوران کے والد فرماتے کہ میں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے نہیں دیکھا ❸۔

انہی میں صفوان بن سلیم بھی ہیں ثقہ ہیں ان کے متعلق احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''اس کی گفتگو میں شفاء ہے اوراس کے ذکر سے بارش ہوتی ہے یہ ٹھنڈی رات میں سطح زمین پر نماز پڑھتا تھا تا کہ نیند نہ آئے اس نے اللہ کو عہد دیا تھا کہ تاحیات اپنی کمر بستر پر نہ رکھے گا'' 132 ہجری میں فوت ہوئے اگر امام ذہبی کی اس کے بارے میں نقل کردہ بات واقعتاً ایسے ہی ہے تو یہ خلاف سنت ہے آپ نے

❶الغیائی از عبدالملك بن عبداللّٰه الجوینی:42۔ ❷فتاوی ابن تیمیة :304/22۔ ❸سیراعلام النبلاء از امام ذهبی:219/5

فرمایا: ''میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں''۔ انہی میں سے بصرہ میں طلق بن حبیب العنزی بھی ہیں بڑے عمل پیرا تھے ایسے عطاء السلمی اس قدر روتے کہ نابینا ہو گئے۔

انہی میں کرز بن وبرالحارثی بھی ہیں جرجان کے رہائشی تھے بڑے ہی عابد وزاہد تھے ان کے بارے میں بھی ذہبی کہتے ہیں کہ: ''سلف صالحین میں ان جیسے عُباد و زہاد اور اللہ سے ڈرنے والے اور قناعت کرنے والے تھے دنیا اور اس کی لذتوں کی پرواہ نہ کرتے تھے نہ متاخرین کی ایجاد کردہ اصطلاحات فناء اور اتحاد کے قائل و فاعل تھے ❷۔

انہی میں اسود بن یزید بن قیس الکوفی ہیں اس قدر روزے رکھتے اور عبادت کرتے کہ جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا ❸۔

ایسے ہی داؤد الطائی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک مکان کے وارث ہوئے لیکن جب اس کا کوئی حصہ خراب ہو جائے اس کی مرمت نہ کرتے تا آنکہ سارا گھر ہی ڈھ گیا اور یہ ایک کونے میں بیٹھے رہے کم کھانے کی وجہ سے انتہائی لاغر ہو گئے تھے ❹۔

دوسری صدی ہجری میں عباد اور زہاد طبقے کی اس ظہور کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اکثر لوگ دنیا کی طرف مائل ہو گئے تھے دنیا کو جمع کرتے اس مقابلہ کرتے ❺۔

اس کے ردّعمل میں بعض لوگ دنیا سے بالکل ہی الگ تھلگ ہو بیٹھے اس کے علاوہ بھی کچھ انفرادی اسباب ہوں گے کسی خاص صوبے یا شہر کے حوالے سے صرف ایک ہی مظہر کو تنہا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے بعد اس مشروع زہد اور تصوف کے اجتماع کا مرحلہ شروع ہوا جبکہ خاص صوفیت سے متعلق کتب لکھی گئیں اس کی مثال مالک بن دینار ہیں وہ ایسے امور کے داعی تھے جن پر سابقہ زہاد نہ تھے مثلاً معجزانہ زندگی، شادی نہ کرنا، خود تو شادی نہ کرتے ساتھ ہی کہتے بھی کہ کوئی شخص صدیقین کے

---

❶ سیر اعلام النبلاء: 601/4۔ ❷ سیر اعلام النبلاء: 86/6۔ ❸ صفوة الصفوة: 23/3۔ ❹ صفوة الصفوة: 139/3۔
❺ مقدمه ابن خلدون: 467۔

مراتب تک اسی وقت پہنچ سکتا ہے جب وہ بیوی کو چھوڑ دے گویا وہ بیوہ ہو اور پھر کتوں کی رہنے کی جگہ چلا جائے ❶۔

نیز کہتے ہیں کہ: مجھ پر ایک ایسا سال آیا کہ میں نے پورا سال گوشت نہ کھایا سوائے عید الاضحیٰ کے میں صرف اپنی قربانی کا گوشت کھاتا ہوں(تاریخ التصوف:193)۔اور اکثر کہا کرتے تھے کہ:''میں نے بہت سی کتابوں میں پڑھا ہے میں نے تورات میں پڑھا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے کہ:''میں تم سے حق کہتا ہوں، جو کھانا اور کتوں کے ساتھ سونا یہ بھی فردوس کی طلب میں نہایت کم ہے'' یا کہتے ''اللہ نے نبیوں میں سے ایک نبی کی طرف وحی کی......'' یا کہتے ''میں نے زبور میں پڑھا ہے......'' ❷۔

کتب تراجم میں ان کے حالات زندگی پڑھتے وقت یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وہ قدیم کتابوں کی زہاد وعباد سے متعلق عبارات سے متاثر تھے اور یہ بھی واضح ہے کہ ان کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے اور ہمیں ان پر عمل کرنے کا حکم نہیں بلکہ ان سے روکا گیا ہے۔

عبدالواحد بن زید اور رابعہ عدویہ ❸ بھی اسی مرحلے میں شامل ہیں۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض علماء نے کہا کہ جو اللہ کی عبادت اس کے اکیلے کی محبت میں کرے وہ زندیق ہے اور جو اس کی عبادت اس کے خوف سے کرے وہ مومن موحد ہے ❹۔

بندے اور رب کے درمیان محبت کی تعبیر کے لئے اسی نے ایجاد کیا اور پھر اس کے بارے میں صوفیاء موضوع احادیث پیش کرنے لگے مثلاً:''جب میرے بندے پر میرا شغل غالب ہو جائے میں اس کی نعمت ولذت اپنے ذکر میں بنا دیتا ہوں وہ مجھ سے عشق کرتا ہے میں اس سے عشق کرتا ہوں'' اس میں عبادت کی ترغیب جنت کی طمع یا جہنم کے خوف سے نہیں بلکہ اللہ کی محبت میں ہے جبکہ یہ آیت کریمہ کے

---

❶ سیر اعلام النبلاء: 156/8 نیز تاریخ التصوف ازعبدالرحمن بدوی نیز حلیة الاولیاء: 359/2. سیر اعلام النبلاء کے محقق شیخ شعیب فرماتے ہیں: صدیقین کی منزل اس عجمی خلاف سنت طرز عمل سے حاصل نہیں کی جاسکتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ترک کر کے رہبانیت اختیار کرنے کے خلاف صحیح حدیث ثابت ہے۔ ❷ ملاحظہ ہو ان کے حالات زندگی حلیة الاولیاء:357/2۔ ❸ رابعہ عدویہ کے بارے میں امام ابوداؤد نے کلام کیا ہے اور اس پر زندیق کی تہمت لگائی ہے شاید انہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو یہ بیت المقدس میں 185 ہجری میں فوت ہوئی ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ :186/10۔ ❹ الفتاوی:81/10۔

خلاف ہے فرمایا:

**يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا.** (الانبياء:90)

وہ پکارتے ہیں شوق سے ڈر کر۔

یا جیسے رابعہ عدویہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے بچے کو سینے سے چمٹا کر اس کا بوسہ لے رہا تھا یہ دیکھ کر کہنے لگی کہ میں نہیں سمجھتی تھی کہ تیرے دل میں اللہ تبارک اسمہ کی محبت کے علاوہ کے لئے بھی جگہ خالی ہے۔

یہ تو تکلف اور بے فائدہ تعمق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو اپنی بیٹیوں کی اولاد کا بوسہ بھی لیتے ان سے محبت بھی کرتے تھے۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس ارتقاء کے متعلق فرماتے ہیں: تابعین کے آخر عہد میں یہ تین چیزیں نکلیں۔رائے، کلام، تصوف اکثر اہل الرائے کوفہ میں اور متکلمین اور صوفیاء بصرہ میں تھے اور پھر حسن اور ابن سیرین رحمہما اللہ کی وفات کے بعد عمرو بن عبید اور واصل بن عطاء اور احمد بن علی الهجيمى [2] ظاہر ہوئے اس آخری نے صوفیوں کے لئے چھوٹا سا گھر بنا دیا یہ اسلام میں پہلی تعمیر تھی (یعنی ذکر وسماع کے لئے) چنانچہ انہوں نے عبادت کا خاص طریقہ مقرر کر کے اسے اختیار کر لیا نیز شرعی عبادت کا التزام بھی کرتے ایسے ہی سماع اور ذکر بالجہر کرنے لگے اہل مدینہ قول وعمل میں ان سے قریب تھے البتہ شامیوں کی اکثریت مجاہد تھی [3]۔

ایسے ہی ابن جوزی اس ارتقاء کو مختصراً بیان کرتے ہیں: عہد رسول ﷺ میں لفظ مومن یا مسلم تھا پھر زاہد وعابد کا لفظ نکل آیا پھر کچھ لوگ آئے اور زہد وعبادت کا اہتمام کرنے لگے اور اس کے لئے الگ الگ طریقے بنانے لگے پہلی قوموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا شیطان نے پہلوں کو التباس میں ڈالا پھر ان

---

[1] سیر اعلام النبلاء:156/8۔ [2] یہ شیخ البصرہ عبدالواحد بن زید کا شاگرد تھا تقدیر کے بارے میں کلام کرتا تھا اس نے بصرہ میں عابدین کے لئے ایک گھر وقف کر رکھا تھا دارقطنی کہتے ہیں: متروک الحدیث ہے۔ذہبی کہتے ہیں: حدیث نہیں جانتا لیکن نیک بندہ ہے قدر میں کلام کرنے لگا ہم صوفیوں کی باطلیات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس کی وفات 200 ہجری میں ہوئی ملاحظہ ہو سیرا علام النبلاء:408/9۔ [3] فتاوی ابن تیمیة:359/10۔

کے بعد والوں کو تا آنکہ آخری والوں پر مکمل کنٹرول حاصل کرلیا❶۔

جن لوگوں نے الگ طریقہ اختیار کیا ابن جوزی نے انہیں پہلے لوگ قرار دیا وہ لوگ تھے جنہوں نے زہد اور تعمق (یعنی تکلف اور مینہ کاری، بال کی کھال اتارنا) اور تشدد اور وساوس وخطرات کی تفتیش ان سب کو بیک وقت اختیار کیا جو کہ ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھا اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں ہم آئندہ فصل میں کلام کریں گے ان شاء اللہ۔

# دوسری فصل: ابتدائی صوفیہ

صوفیت ترقی کرتے ہوئے غلو تک جا پہنچی جب ان میں کچھ خارجی عناصر داخل ہوئے تو صوفیاء عملی بدعات سے قولی اور اعتقادی بدعات میں مبتلا ہو گئے جیسے ہر فرقہ ابتداء میں جمنا شروع ہوتا ہے پھر جڑ پکڑ لیتا ہے پھر اس کی شاخیں نکلتی ہیں پھر وہ غلو اور گمراہی میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اس ارتقاء کو تین مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

① ابتدائی صوفیاء اور ان کے متبعین

② صوفیت میں مخصوص اصطلاحات کا ظاہر ہونا

③ ان میں تنگ یونانی فلسفے کا داخل ہونا اور اتحاد اور وحدت الوجود جیسے عقائد کا ظاہر ہونا۔

یہ تمام مرحلے یا طبقے (طبقے سے ہماری مراد ایک منہج وطریق والے افراد ہیں کوئی ایک نسل نہیں جیسا کہ طبقات کی کتابوں میں مؤرخین کی اصطلاح ہے) ایک دوسرے سے الگ نہیں کہ مخصوص دور تک پہنچ کر ختم ہو گئے بلکہ مرحلہ اپنے سے برابر والے مرحلے کا ذمہ دار ہے لیکن یہ ارتقاء غالباً اسلامی زمانوں میں ہوا ان کی ابتداء میں غلو نہ تھا بلکہ تصوف انحراف کی انتہاء تک ساتویں ہجری میں پہنچی اور اس کے ذمہ دار ابن عربی اور ابن فارض جیسے لوگ تھے آج کل کی صوفیت علمی اور عملی دونوں طرح کے انحراف سے گڈ مڈ

---

❶ تلبیس ابلیس: 161۔

ہے ایسے لوگ ہمیشہ رہے ہیں جو بلاعلم وباعلم دونوں طرح غالی صوفیاء کے اقوال دہراتے ہیں تیسری صدی کے پہلے مرحلے کے مشہور صوفیاء میں جنید بغدادی [1] اور سری سقطی [2] بھی ہیں اور چوتھی صدی میں ابوطالب المکی [3] ہیں اور پانچویں صدی کے شروع میں ابوعبدالرحمٰن السلمی [4] ہیں ان کے فوراً بعد ہی حلاج ظاہر ہوا جو حلول کا قائل تھا لیکن یہ نظریہ صوفیت کے گزشتہ ادوار کی نسبت کمیاب تھا چنانچہ یہ تقسیم ہر مرحلے میں غالب عقیدہ وعمل کے اعتبار سے ہے۔

# ابتدائی تصوف

اپنی ابتداء میں تصوف تصفیہ روح کے لئے چند نفسانی ریاضتوں، جسمانی مشقتوں معروف کسر نفس اور طبعی مجاہدوں سے معروف تھا یہ تزکیہ روح جو سلف کے ہاں بلاتکلف ہی حاصل ہوجاتا تھا جب ایک مکمل تربیت ومشق کا نتیجہ جا ٹھہرا تو ہم نے دیکھ لیا کہ اس تزکیہ کے حصول کے لئے تشدد وتکلف اور اخلاص کی جانچ پڑتال اور چھانٹ پھٹک جو وساوس کی حد تک لے جاتے کا طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہم ان کے اقوال واحوال میں اس بات کی تائید دیکھتے ہیں جنید بغدادی جسے اس جماعت کا سرغنہ کہا جاتا ہے کہتے ہیں: ہم نے تصوف قیل وقال سے نہیں بلکہ بھوک، ترک دنیا اور آسائش چھوڑ کر حاصل کیا ہے [5]۔

معروف کرخی بیان کرتا ہے کہ: میں ایک عرصہ روزے سے رہا اگر کھانے کی طرف بلایا جاتا تو کھا لیتا اور

---

[1] ان کا نام ابوالقاسم الخزار تھا اصل میں نہاوند کے تھے البتہ پیدا بغداد میں ہوئے ان کا قول ہے کہ: ''اللہ تک پہنچنے کا راستہ مخلوق پر بند ہے البتہ متقین کے لئے رسول اللہ ﷺ کے آثار کا راستہ لازم ہے''۔ ابوثور سے فقہ سیکھی 298 ہجری میں فوت ہوئے ملاحظہ ہو صفۃ الصفوۃ: 416/2۔ [2] ان کا نام سری بن مغلس تھا جنید بغدادی کے ماموں اور استاذ تھے تنہائی پسند تھے محبت کے بارے میں گفتگو کرکے جنت کی لالچ یا جہنم کے خوف کے بارے میں گفتگو نہ کرتے کہا کرتے کہ: ''سنت میں کم رہنا بدعت میں زیادہ رہنے سے بہتر ہے'' 253 ہجری میں فوت ہوئے ملاحظہ ہو طبقات الشعرانی: 74/1۔ [3] ان کا نام محمد بن عطیہ تھا نیک آدمی تھے قوت القلوب میں بعض موضوع احادیث ذکر کی ہیں لوگوں نے بعض باتوں میں انہیں بدعتی قرار دے کر چھوڑ دیا تھا 386 ہجری میں فوت ہوئے ملاحظہ ہو البدایۃ والنہایۃ: 319/11۔ [4] ان کا نام محمد بن حسین الازدی السلمی تھا صوفیاء کی احادیث کا اہتمام کرتے ان کے لئے ان ہی کی طرز پر ایک تفسیر بھی لکھی ان کے بارے میں محمد یوسف بن القطان النیسابوری فرماتے ہیں: ثقہ نہیں صوفیہ کے لئے احادیث گھڑتا ہے اس کی تفسیر میں بھی ناجائز باتیں ہیں ان کی وفات 412 ہجری میں ہوئی ملاحظہ ہو سیر اعلام النبلاء: 247/17۔ [5] سیر اعلام النبلاء: 69/14۔

یہ نہ کہتا کہ روزے سے ہوں [1]۔

نیز بشر الحانی [2] کہتا ہے: میں پچاس سال بھنے گوشت اور چپاتی کی تمنا کرتا رہا پر میرے پاس ایک درہم نہ ہوا [3]

جنید بغدادی نے اپنے شیخ سری السقطی کے صراحی کا ایک ٹوٹا حصہ دیکھ کر اس کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میری بیٹی نے اس میں میرے لئے پانی ٹھنڈا کیا پھر مجھے نیند نے آلیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی خوبصورت لڑکی ہے میں نے پوچھا تو کیسے ملے گی کہنے لگی جو ٹھنڈا پانی نہ پیتا ہو میں نے وہ صراحی اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالی [4]۔

جنید بغدادی اپنے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب وہ سو جاتے تو انہیں پکارا جاتا کیا تو مجھ سے سوتا ہے اگر تو سویا تو میں تجھے کوڑے ماروں گا۔ ایسے ہی غزالی سہل بن عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ چھوٹے کھجور کے پتے کھاتے اور غزالی کو خود بھی جنگلوں میں چلے جانے پر آمادہ کرتے اور یہ شرط لگاتے کہ گھاس پھوس کھانے کی عادت بنا لے گا۔ ابونصر السراج کے نزدیک صوفیت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ عزت پر ذلت کو ترجیح دے گا اور نرمی پر سختی کو پسند کرے گا [5]۔

انہوں نے اس شخص کے لئے جو ان کے حلقے میں داخل ہونا چاہے یا ان کا مرید ہو اس کے لئے ایک دستور بنا رکھا تھا جس میں یہ ہے کہ مال چھوڑے گا جیسا کہ قشیری نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے اور آہستہ آہستہ خوراک کم کردے گا اور کبھی شادی نہ کرے گا [6]۔

ابوطالب المکی اپنے مرید سے مطالبہ کرتا کہ وہ دن اور رات میں دو چپاتی سے زیادہ نہ کھائے [7]۔

اور جنید اپنے مرید سے کہتا کہ وہ حدیث پاک نہ پڑھے (اکثر اس کا مقصد یہ ہوتا کہ تزکیہ نفس کی ابتداء میں اصطلاحات حدیث کی گہرائی میں نہ جائے کیونکہ حدیث پڑھنا ترک کر دینا تو کفر میں مبتلا کر دیتا

---

[1] صفة الصفوة: 329/2۔ [2] اس کا نام بشر بن حارث ہے عبادت میں لگ کر لوگوں سے الگ رہا اس کی عبادت و ورع اور قربانی میں اس کی تعریف کی جاتی اس کی تین بہنیں بھی اسی طرح تھیں 227 ہجری میں فوت ہوا۔ سیر اعلام النبلاء: 41/10۔ [3] صفة الصفوة: 392/2۔ [4] التعرف از کلابازی: 155۔ [5] اللمع: 28۔ [6] الاعتصام از شاطبی: 214/1۔ [7] تلبیس ابلیس: 141۔

ہے ) یہ تمام اموراس اعتدال اورآسان دین حنیف اورطریق صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہیں اس مرحلے کے امتیازات درج ذیل ہیں:

① سماع: کا ایجاد ہونا اس سے زہد پر مشتمل دل نرم دینے والے قصیدوں کا سننا مراد ہے یا ایسے قصیدے جن میں غزلیات ہوتیں اور کہتے کہ ہمارا مقصد ان سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو اسے سناتا اسے قوال کہتے اور گانے کا لہجہ استعمال کرتے۔

② ایک خاص طرز جسے صوفیت کہتے کے متعلق کلام کرنا اور ہمارا طریقہ، ہمارا مذہب، ہمارا علم جیسے لفظ کا ظاہر ہونا جنید بغدادی کہتے ہیں: ہمارا یہ علم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہوا ہے ❶۔

اورابوسلیمان الدارانی کہتا ہے: ''میرے دل میں بسا اوقات قوم کے نکات میں سے کوئی ایک نکتہ آتا تو اسے کتاب وسنت دو عادل گواہوں کے بغیر قبول نہ کرتا ❷۔

یہاں قوم سے اس کی مراد خاص قوم ہے یعنی صوفیاء۔

③ ایسی کتب لکھی گئیں جو زہد وزہاد سے متعلق صحیح وسقیم احادیث سے بھری پڑی ہیں اور نفسانی وقلبی خطرات اور فقر وفاقہ کی طرف دعوت سے بھری پڑی ہیں اور اہل کتاب کی روایات نقل کرتی ہیں مثلاً حارث محاربی کی کتابیں، ابوطالب المکی کی قوت القلوب، ابوعبدالرحمٰن السلمی کی تفسیر، ابونعیم الاصبہانی کی حلیۃ الاولیاء ابن خلدون فرماتے ہیں: ان کا اصل طریق محاسبہ نفس اور لذات کے متعلق کلام تھا پھر انہوں نے ترقی کی اور اس فن میں تالیف کرنے لگے چنانچہ ورع اور محاسبہ کے متعلق کتابیں لکھیں جیسا کہ قشیری نے الرسالہ میں کیا یہ اس وقت کی بات ہے جب طریقہ محض عبادت ہی رہ گیا ❸۔

---

❶مدارج السالکین از ابن القیم: 142/3۔ ❷مدارج السالکین از ابن القیم: 142/3۔ ❸ابن خلدون: 469۔

# اس مرحلہ سے متعلق ہمارا تبصرہ

① یہ عبادات میں تکلف وتشدد ان جائز امور کا ترک کر دینا ہے جس کی مثال سلف رضی اللہ عنہم میں نہیں ملتی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے تھے، میٹھی اشیاء پسند کرتے تھے آپ کے لئے ٹھنڈا پانی شیریں بنایا جاتا❶۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو مال ومتاع ضائع ترک کرنے کا حکم نہیں دیا نہ ہی دین میں تشدد ہمیشہ روزہ رکھنا یا ہمیشہ قیام کرنا تو یہود ونصاریٰ کے راہبوں کا وطیرہ ہے❷۔

شادی نہ کرنا ہمیشہ بھوکا رہنا اس تبتل (گوشہ نشینی) کے مترادف ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کو منع فرمایا یہی وجہ تھی کہ ابن عطاء الادمی فرماتے ہیں کہ: اللہ ہماری عقلیں درست رکھے جو بھوک اور ریاضت کی تنگی کو اپنی عقل کے زوال کا سبب بنالے وہ نافرمان گناہ گار ہے❸۔

جنگلوں میں نکل جانا اس سے روکا گیا ہے یہ رہبانیت کی بدعت ہے ابوداؤد میں ابواسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ سیاحت کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا: میری امت کی سیاحت جہاد میں ہے❹۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جنگل میں نکل جانا اس امت کا شیوہ نہیں❺۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طریق محمدی بہترین ہے وہ یہ ہے کہ پاکیزہ چیزیں اختیار کرنا اور جائز خواہشات بلا اسراف پوری کرنا ہمارے لئے رہبانیت، وصال (مسلسل روزہ رکھنا اور افطار نہ کرنا) اور ہمیشہ روزہ رکھنا، ہمیشہ بھوکے رہنا مشروع نہیں کیا گیا علماء نے رہبانیت کی راہ کا انکار کیا ہے❻۔

صوفیاء پر شیطان نے التباس ڈالا کہ سارا مال ترک کر دیں اگرچہ ان کی نیتیں اچھی ہوتی ہیں مگر اعمال

---

❶تلبیس ابلیس:151۔ ❷حجة اللہ البالغة از شاہ ولی اللہ دھلوی:20۔ ❸سیر اعلام النبلاء:153/14۔ ❹سنن ابی داؤد کتاب الجھاد:5/3۔ ❺اقتضاء الصراط المستقیم:105) اس سلسلے میں انہوں نے امام احمد کا ایک قول بھی نقل کیا ہے۔ ❻سیر اعلام النبلاء:89/12۔

غلط ہیں اور حارث محاسبی اور غزالی جیسے لوگوں سے تعجب ہے کہ وہ اس میں کیسے گر پڑے اور کیونکر ترغیب دیتے تھے اور حارث محاربی کی دلیل کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے کھڑا کئے جانے کا قصہ ثابت نہیں نہ ہی اللہ نے انہیں مال جمع کرنے سے منع کیا بلکہ مال جمع کرر کھنے سے منع کیا❶۔ جبکہ وہ بکثرت انفاق فی سبیل اللہ کرتے تھے۔

سلف صالحین جنھوں نے صحیح معنوں میں اسلام سمجھا انہوں نے تکلف وتشدد کی راہ اختیار نہ کی سیدالتابعین سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے ان کے غلام نے کہا یہ لوگ (صوفیاء) بڑا بہترین عمل کرتے ہیں کہنے لگے کیا کرتے ہیں؟ کہنے لگا ظہر پڑھ کر عصر تک قیام کرتے ہیں فرمانے لگے تیری خرابی ہو برد اللہ کی قسم یہ عبادت نہیں تو کیا جانے عبادت کیا ہے عبادت یہ ہے کہ اللہ کے حکم میں غور کیا جائے اور اس کے حرام کردہ امور سے دور رہا جائے❷۔

جسم نفس کی سواری ہے اگر جسم کو اس کا حق نہ دیا جائے تو یہ نفس کی بھاری بھرکم بوجھ نہیں اٹھا پاتا لیکن جب ناجائز زہد، ترک دنیا، بھوکے رہنا، گوشت نہ کھانا، بھوسی ٹکڑے کھانا، اور چلو بھر پانی پینا ایسی بدعات رونما ہوں تو جسم پر نفس کے خطرات لازم ہوجاتے ہیں اکثر سنا جاتا ہے کہ بھوک یا نیند نہ کرنے کی وجہ سے نقصانات ہوئے بسا اوقات انسان نفسیاتی مریض بن جاتا ہے عبادت کا حصول دنیاوی زندگی ہی میں ممکن ہے اور دنیاوی زندگی بدن کی سلامتی پر موقوف ہے❸۔

ترک دنیا نہ تو کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ ہی سنت سے ایسا کرنے میں مذموم دنیاوی نقصان ہے جس کا آخرت میں کچھ فائدہ نہیں❹۔

حقیقی زہد دنیا میں رہ کر ہی ممکن ہے کہ دنیا کا سونا اور مٹی دونوں ہی برابر ہوجائیں زہد یہ ہے کہ لوگوں کی ناجائز تعریف ومذمت سے بچے جو ایسا بن جائے وہ پاکیزہ دل کا مالک ہے اور اگر اس میں سے کچھ

---

❶تلبیس ابلیس:180۔ ❷طبقات ابن سعد:135/5۔ ❸الذریعه الی مکارم الشریعة از امام راغب اصفهانی:153۔
❹فتاوی ابن تیمیة:148/20

خلاف شرع صادر ہو تو ہم اس کی بدعت اس کے چہرے پر مار کر اس کا ردّ کر دیں گے ❶۔

عباسی خلیفہ منصور کی عمرو بن عبید المعتزلی نے مدح بیان کی کہ وہ بڑا زاہد ہے اس پر ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ: زہد اصلاح کی دلیل نہیں کیونکہ اکثر رہبان کے پاس اس قدر زہد تھا جس کی منصور اور اکثر مسلمان استطاعت نہیں رکھتے ❷۔

② عوام ان لوگوں کی عبادت دیکھ کر انہیں صحابہ سے افضل سمجھنے لگتی ہے کیونکہ لوگ نہیں جانتے کہ صحابہ کیسے تھے وہ عجیب وغریب حرکات اور تشدد سے حیران ہوتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ شریعت راہ اعتدال کا نام ہے آثار وسنن سے کم واقفیت ہی لوگوں کو اس تشدد میں میں مبتلا کرتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ شریعت کا مقصد محض عمل ہے اور اس کے لئے علم کی ضرورت نہیں یہ ناممکن ہے کہ اسلامی تشخص کا معیار لوگ ہوں جیسا بعض صحابہ سے بھی ثابت ہے تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ ان کے آثار کی اتباع ہمارے لئے ممکن نہیں اور ہم اس راہ پر نہیں چل سکتے۔

③ انہوں نے سماع ایجاد کیا جس کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ بغداد کی زیارت کے فرماتے ہیں: میں اپنے پیچھے بغداد میں ایسا کام چھوڑ کر آ رہا ہوں جسے لوگ سماع کہتے ہیں وہ اس کے ذریعے لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں❸

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بدعت دوسری صدی کے آخر میں نکلی اور اسے نکالنے والے بہترین صوفیاء تھے ❹۔

نیز فرماتے ہیں: یہ گانے والے قصیدے اور ان پر مجمع لگانا ان میں اکبر شیوخ حاضر نہ ہوئے جیسے فضیل بن عیاض اور ابراہیم بن ادہم اور کرخی کچھ لوگ حاضر ہوئے پھر تائب ہو گئے اور جنید بغدادی اپنی آخری عمر میں حاضر نہ ہوئے ❺۔

---

❶ ابجد العلوم:374/2۔ ❷ البداية و النهاية:80/10۔ ❸ حاشیہ: ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب امام شافعی رحمہ اللہ اس سماع زہد سے متعلق یہ کہہ رہے ہیں تو اس سماع کے بارے میں کیا کہتے جس میں عجیب وغریب کلام ہوتا ہے ملاحظہ ہو: اغاثۃ اللفہان: 239/1۔

❹ الاستقامة:297/1۔ ❺ فتاوی بن تیمیة:534/11۔

④ گفتگو کی ابتداء میں ایک خاص طرز جس کا نام صوفیت رکھا گیا سے ہوئی اور کوئی اعتراض کرسکتا ہے کہ اگر مسئلہ نام رکھ لینے کا ہے تو یہ عمل فقہ شافعی اور فقہ مالکی بلکہ حدیث سے بھی منسوب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نام ایسے علم شرعی کی طرف منسوب ہیں جسے اللہ اور اس کا رسول پسند فرماتا ہے مثلاً علم فقہ وحدیث نیز ان علوم کی طرف ان ناموں کا انتساب کسی شخص معین کے ارد گرد تعصب کا سبب نہیں چانچہ ان میں کوئی رکاوٹ نہیں اور انتساب شرعی اعتبار سے اچھا ہوسکتا ہے جیسے مہاجرون اور انصار ایسے ہی جائز ومباح بھی ہوتا ہے جیسے قبائل اور شہروں کی طرف نسبت اور کبھی مکروہ وحرام بھی ہوتا ہے جیسے ایسی نسبت جو بدعت اور نافرمانی کا سبب ہو❶۔

⑤ اس دور میں لکھی جانے والی کتب جن میں چند کا ہم نے تذکرہ بھی کیا ہے ان کے بارے میں علماء کی آراء درج ذیل ہیں:

ابن جوزی رحمہ اللہ قوت القلوب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں باطل اور موضوع احادیث ہیں اور ''حلیۃ الاولیاء از ابی نعیم'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ: انہیں صوفیاء میں ابوبکر وعمر وعثمان وعلی ودیگر اجلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو شامل کرتے ہوئے ذرا شرم نہ آئی❷۔

ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ سے محاسبی کی کتابوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے ان کتابوں سے دور رہو ان سے کہا گیا کہ ان میں عبرتیں ہیں فرمانے لگے جس کے لئے اللہ کی کتاب میں عبرت نہ ہو اس کے لئے ان میں بھی عبرت نہیں ہوسکتی❸۔

⑥ اس ابتدائی مرحلے سے معلوم ہوتا ہے کہ تصفیہ روح کے لئے جسم کو تکلیف دینا اور آسائشوں سے پرہیز کرنا یہ نصاریٰ سے متاثر ہونے کی بناء پر تھا امام احمد بن ابوحواری حرملہ کی ایک کٹیا میں بیٹھے راہب سے اپنی ملاقات کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کی رہبانیت کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگا جسم زمین سے پیدا کیا گیا ہے اور روح کو آسمان کی بادشاہت سے سو جب اس کا بدن بھوکا رہے اور

---

❶اقتضاء الصرا المستقیم:71۔ ❷تلبیس ابلیس:165۔ ❸تلبیس ابلیس:167۔

اسے بے لباس کردے اور اسے مسلسل بیدار رکھے روح واپس اس جگہ چلی جاتی ہے جہاں سے نکلی تھی اور جب بدن اسے کھلائے اور آرام دے تو زمین پر ہی رہتی ہے اور دنیا سے محبت کرنے لگتی ہے ابوحواری نے راہب سے ہونے والی یہ گفتگو اپنے شیخ ابوسلیمان الدرانی کے سامنے ذکر کی تو کہنے لگے کہ: وہ باتیں بناتے ہیں۔ گویا انہوں نے راہب کی گفتگو سے تعجب کیا اسے لئے امام ذہبی رحمہ اللہ اس پر لکھتے ہیں کہ طریق محمدی بہترین ہے ❶۔

⑦ اس طبقے صوفیاء اپنے زہد اور ترک دنیا میں سچے تھے لیکن ان میں ایسا تکلف وتشدد وسوسے تھے جن کا شریعت حکم نہیں کرتی بلکہ انہیں پسند بھی نہیں کرتی ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ یہ مسلمانوں کے عقائد خراب کرنا چاہتے تھے جیسا کہ شیعہ نے تشیع کو سیاسی طور پر لیا اور پھر اسے باطنیت کی کیچڑ میں ڈال دیا❷۔

یہی وجہ ہے کہ ان سے بسا اوقات ایسے الفاظ صادر ہوئے جن کے بارے میں سوچنے پر ہم مجبور ہو جاتے ہیں مثلاً جنید بغدادی نے شبلی سے کہا کہ: ہم نے یہ علم حاصل کر کے اسے ''انڈر ورلڈ'' چھپائے رکھا پھر تو نے آ کر اسے ساری خلقت کے سامنے آشکارا کر دیا❸۔

ایسے ہی بعض علماء کی طرف منسوب کلمات سے ان سے ناممکن ہیں مثلاً جنید بغدادی کا کہنا کہ ''عقلاء کی عقل حیرت میں پڑ گئی'' ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: اس میں نظر ہے کیا یہ انہوں نے ہی کہا ہے؟ جبکہ جنید پر استقامت غالب رہی ہے❹۔

---

❶ سیر اعلام النبلاء: 89/12۔ ❷ شیخ رشید رضا کہتے ہیں: طویل بحث وتمحیص کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان لوگوں کی اکثریت جنہوں نے نصوص شریعت کو بالائے طاق رکھ کر اپنے اقوال وکتب کو مقدم کیا اور وہ صوفیت کا لبادہ اوڑھے تھے وہ درحقیقت باطنی تھے پھر اکثر مسلمان ان کی حقیقت جانے بنا ان کی تقلید کرنے لگے۔ (تاریخ الامم : 115/1۔ ❸ التصرف از کلاباذی: 145۔ ❹ جنید اور ان جیسے دیگر صوفیاء کے متعلق ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا منہج ان کے حق میں عذر پیش کرنا اور یہ کہنا کہ ان سے ایسے الفاظ کا صدور ناممکن ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انہیں زہد وعبادت میں سچا جانتے تھے اور بلاشبہ یہ منہج بالکل درست ہے اس اعتبار سے کہ مسلمان کی دین میں احتیاط غالب رہتی ہے تا آنکہ وہ رجال کے چکر میں نہ پڑ جائے لیکن جب ہم جنید اور اس جیسے دیگر صوفیاء کے بارے میں بنظر عمیق دیکھتے ہیں تو بات دوسری ہو جاتی ہے کہ ان کے اکثر اقوال یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ صوفیت کی بنیاد ڈالنے والوں میں سے ہیں۔

یہ پہلے طبقے کی حالت ہے اس میں مشروع وغیر مشروع زہد خلط ملط تھا نیز ان کے عابدانہ حالات اور اذکار اور ریا کاری سے دوری اچھی صفات ہیں۔اس کے بعد معاملہ ترقی کرتا ہے اس میں ایسی اصطلاحات داخل کردی جاتی ہیں جن میں کچھ حق اور کچھ باطل ہیں یا دونوں کا احتمال رکھتی ہیں انحراف بڑھ جاتا ہے سنت سے دوری اور اس کے متعلق وسعت نظری اور کشادہ ہو جاتی ہے اس کے بارے میں ہم آئندہ فصل میں گفتگو کریں گے ان شاء اللہ۔

# تیسری فصل: اصطلاحات اور غیر یقینی صورتحال

سنت سے کسی بھی طرح کا انحراف وقت گزرتے بڑھتا جاتا ہے پر طرف سے یکجا ہونے والے معاون حالات غلط اجتہاد اور باطل نظریات سبب بنتے ہیں سوشگاف بڑھتا جاتا ہے اور باطل قوت پکڑ لیتا ہے تیسری صدی کے اختتام پر صوفیت اپنی ہی مشکل کے ساتھ ساتھ ایسی پوشیدہ اور مبہم اصلاحات میں واقع ہوگئی جن ہر صوفی اپنی منشاء کے مطابق تفسیر کرتا نیا صوفی ان کی بیزار تفسیر کرتا اور پکا صوفی اپنے غلو وضلالت کے مطابق ان کی تفسیر کرتا اور اصطلاحات کی یہ شکل اور ان کا واضح نہ ہونا ہم سے پہلی امتوں کی گمراہی کا بھی سبب رہا ہے ایسے مبہم کلمات جو حق و باطل دونوں کا احتمال رکھتے نصاریٰ کے عقیدہ الوہیت مسیح علیہ السلام کا سبب بنے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں ''رُوْحٌ مِّنْهُ ''یعنی اپنی روح کہا تو اس کا معنی یہ نہ تھا کہ وہ اس کا جزء ہے بلکہ یہ نسبت اعزازی تھی جیسا کہ اللہ فرماتا ہے کہ:''ناقة الله ''یعنی اللہ کی اونٹنی یا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسد اللہ یعنی اللہ کا شیر یا سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کہا جاتا ہے یا اللہ کا فرمان کہ:**سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعا منه.** یعنی اس نے تابع کر دیا ہے تمہارے وہ سب جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین پر ہے سب اسی سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن نے مشتبہ کے پیچھے لگنے والے سے منع کیا ہے اور مشتبہ کو محکم کی طرف لوٹانے کا حکم دیا ہے اور محکم اللہ کا یہ فرمان ہے کہ:**قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد**............ یعنی کہہ دیجئے شان یہ ہے

کہ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ اس نے جنا نہ وہ ہی جنا گیا۔امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:عیسیٰ علیہ السلام کلمہ کُن ''ہوجا'' سے پیدا ہوئے نہ کہ وہ خود ہی کلمہ کُن ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا کہ:**ولا تلبسوا الحق بالباطل**. یعنی حق و باطل خلط ملط نہ کرو۔

صوفیہ نے اپنی اصطلاحات میں فناء وبقاء،صحو،محو،تجرید،،تغرید کے بارے میں کلام کیا ہے یہ الفاظ حق اور باطل دونوں کا احتمال رکھتے ہیں بلکہ باطل کے زیادہ قریب ہیں ان کے مؤلفین بھی ان اصطلاحات کے ایجاد کئے جانے کا اعتراف کرتے ہیں ۔ابوبکر کلاباذی کہتا ہے:صوفیوں کی ان کے ہاں منفرد عبارات واصطلاحات ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی استعمال نہیں کرتا❶۔

ان اصطلاحات کو سب سے پہلے استعمال کرنے والے ابوحمزہ الصوفی البغدادی (متوفی 296ہجری)بسطانی اورابویزید الخزار(متوفی 277ہجری)تھے۔

ان کی اصطلاحات کی چند مثالیں اور تعریفیں ذکر کرنے کے بعد ہم ان کے نتائج کے متعلق گفتگو کریں گے:

① **الفنا**:اس مبہم ومجمل لفظ سے باطل بلکہ کفر مراد ہے صوفیاء اس سے ''ایک ہی وجود سے معدوم ہوجانا'' مراد لیتے ہیں یعنی اللہ سبحانہ کے سوا کوئی موجود نہیں اور اس کے سوا کسی کا وجود حقیقی نہیں اس عقیدہ وحدت الوجود کے متعلق ہم آئندہ بحث میں گفتگو کریں گے(ان شاء اللہ)

② اس لفظ فناء کا یہ معنی بھی ہے کہ لوگوں اور خلقت سے غائب ہونا اور اللہ کے سوا کسی کا حاضر نہ ہونا اور(غیبو بہ یعنی غائب ہوجانا)میں واقع ہونا حتی کہ عبادت سے بھی غائب ہوجانا اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ کہ وہ (یعنی غائب ہونے والا فنا ہونے والا)اور معبود ایک ہی شئے ہیں اور یہ گمان پڑتا ہے کہ اس کی ذات اور اس کی ذات میں اور اس کی صفات اس کی صفات میں مضمحل ہوگئیں❷۔

صوفیاء اسے جمع (اکھٹا ہونا)اور سُکر (مست ہونا)بھی کہتے ہیں اور جب اس کی عقل واپس پلٹتی ہے تو وہ

---

❶التصرف لمذهب التصوف:111۔ ❷تنبيه الغبی:81۔

اسے غلط کر دیتا ہے پھر رب کو رب اور بندے کو بندہ کہتا ہے۔

③ اس لفظ جسے صوفیاء فنا کہتے ہیں کا یہ معنی بھی ہے کہ ''ایک ہی کے ارادے سے معدوم ہو جانا''، یعنی صرف اللہ ہی سے محبت ہو اسی کے لئے دوستی و بغض ہو یہ اگرچہ درست ہے لیکن اس کی تعبیر کے لئے ان کا لفظ فناء استعمال کرنا قابل قبول نہیں کیونکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ اس میں پوشیدگی اور اشتباہ ہے اور فناء کا یہ معنی کہ ''اللہ کے سوا میں مشغول ہونے سے نفس کو فنا کر دینا'' جیسا کہ صوفیاء یہ بھی کہتے ہیں تو یہ معنی بھی نا قابل قبول ہے کیونکہ اللہ ہی نے ہمیں مخلوقات میں مشغول ہونے ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کی طرف توجہ دینے کا حکم دیا ہے ❶۔

④ **الجمع والفرق (یعنی اکٹھا ہونا اور جدا ہونا)**: صوفیاء کہتے ہیں جمع سے حق بلا خلق یعنی خلق کے بغیر حق کی طرف اور فرق سے خلق بلا حق یعنی حق کے بغیر خلق کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ فرق سے مراد وہ کسب ہے جو بندہ اللہ کی بندگی کے قیام کے لئے کرتا ہے اور جمع سے ربوبیت کا مشاہدہ مراد ہے اور جمع و فناء کے پہلے معنی یعنی وحدت الوجود سے بہت قریب ہے۔

⑤ **السکر والصحو**: (یعنی مست ہونا جیسے کوئی نشے میں مست ہوتا ہے اور ''ہوش میں آنا'' جیسے نشہ کر کے کوئی ہوش میں آتا ہے)۔ سکر کے متعلق صوفیاء کہتے ہیں کہ: بندے پر ایسی حالت کا ظاہر ہونا جس میں اس کے لئے نہ تو سبب کا لحاظ ممکن رہے نہ ہی ادب کی رعایت ❷۔

اور صحو کہتے ہیں عارف کے غائب ہو جانے اور اس کے احساس کے زائل ہو جانے کے بعد پلٹ آنا۔

⑥ **العشق**: صوفیاء نے اس لفظ کو اختیار کیا جبکہ رب تبارک وتعالیٰ کو اس لفظ سے موصوف نہیں کیا جا سکتا نہ بندے کا اپنے رب سے اظہار محبت کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے ❸۔

یہ ان کی کثیر اصطلاحات میں سے چند کا نمونہ ہے یہ سب مبہم و مجمل ہیں ایسی دیگر اصطلاحات

---

❶ سیر اعلام النبلاء :393/15۔ ❷ التصرف :114۔ ❸ کیونکہ اس لفظ میں عریانیت کا عنصر ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ کتاب وسنت میں مودّت ومحبت کے الفاظ موجود ہیں مگر عشق کا لفظ قطعاً نہیں نیز کوئی بھی شخص اپنی ماں، بہن، بیٹی سے اظہار محبت کے لئے یہ لفظ ہرگز استعمال نہیں کرتا کیونکہ ان سے کی جانے والی محبت عریانیت سے پاک ہوتی ہے۔ مترجم

حال، مقام عطش، دھش، جمع الجمع ......وغیرہ بھی ہیں ہم ان میں سے صرف ایک اصطلاح لیتے ہیں مثلاً الفناء کیا یہ صحیح ہے؟ کیا مخلوقات سے رک جانا اوران میں عدم مشغولیت اسلام ہے؟ جواب نفی میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**قل انظروا ماذا فی السماوات والارض.**

(یعنی) کہہ دیجئے کہ جو کچھ آسمانوں اورزمین میں ہے اسے دیکھو۔

نبی ﷺ نے فرمایا: حبب الی من دنیاکم النساء والطیب. (یعنی) مجھے تمہاری دنیا سے عورتیں اور خوشبو پسند ہے۔ آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اوراپنی بیٹی کی اولاد حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے تھے شہد، مکہ اورانصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے تھے [1]۔

صوفیاء کی فناء فی اللہ کوشش ناممکن ہے کیونکہ اللہ سبحانہ خالق اور وہ مخلوق ہیں تو خالق اورمخلوق ایک کیسے ہوسکتے ہیں یہ لوگ ایک اورفریب دیتے ہیں یعنی الصحو بعدالمحو ''مٹ جانے کے بعد ہوش میں آنا'' یا الفرق فی الجمع یعنی یکجا ہوکر الگ ہونا مطلب یہ کہ انسان حالت بندگی کی طرف پلٹ آئے یہ ان کے مونہوں کی محض باتیں ہیں یعنی یہ کہ وہ عبودیت کی طرف پلٹ آتا ہے حقیقت میں یہ صرف اوہام باطلہ ہیں جبکہ اسلام عقل کی حفاظت کا تقاضا کرتا ہے تو ایک مسلمان زوال عقل کی سعی کیونکر کرسکتا ہے جبکہ صوفیاء ربوبیت کے اسرار سے متعلق گفتگو کرتے وقت ایسی باتیں بناتے ہیں جو طاقت انسانی سے باہر ہیں اسی لئے وہ اس وحدت الوجود کے حادثے سے دوچار ہوئے جو دراصل کفر ہے اوراس بارے میں وہ نفسیاتی عدم توازن کا شکار ہیں کہ جو انسان تکبر وخدائی کے زعم میں مبتلا ہوکر وحی سے اعراض کرتا ہے تو غیرمحسوس طور پر اس نفسیاتی بیماری کا مریض بن جاتا ہے اور وحدت الوجود کے راستے سے اپنی باطل نفسیات کو تسکین دیتا ہے جیسا کہ فرعون کی نفسیات تھی وہ کہا کرتا تھا کہ: **انـا ربـکـم الاعلیٰ.** میں ہی تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔ بدھ مذہب میں بھی فناء کا عقیدہ موجود ہے وہ اسے نروان کہتے ہیں بسا

[1] سیراعلام النبلاء: 394/15۔

اوقات صوفیاء نے انہی سے یہ عقیدہ لیا ہے۔

# اس کے سنگین نتائج

① اس طرح کی خرافات میں پڑنے سے مسلمان علم نافع اور عبادت وعمل سے دور ہوجاتا ہے اور ان اشیاء کے بارے میں باتیں بناتا ہے جن کا وجود تک نہیں ہوتا نہ ان کی حقیقت ہی ہوتی ہے مسلمان دنیا آباد کرنے کا پابند ہے تاکہ یہ آخرت کا پل ثابت ہو اس طرح کی اصطلاحات جاہل پر حاوی ہوجاتی ہیں اور عقل مند کو الجھا دیتی ہیں جبکہ وہ دین میں کمزور ہوں۔

② اسلام میں اسرار (جمع سِرّ بمعنی پوشیدہ راز) کا تصور نہیں ہے قرآن وسنت بالکل واضح ہیں یہ اسرار دین کو محتاج بنا دیتے ہیں اور معاملہ ہر شئے کی اپنی منشاء کے مطابق باطنی تفسیر تک جا پہنچتا ہے کہ ہر شئے کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن یہی وجہ ہے کہ علماء ان کی کتب پڑھنے سے ہر ایک کو منع کرتے ہیں[1]۔

③ ان اصطلاحات میں ٹھہراؤ بتدریج عقیدہ وحدت الوجود کی جانب لے جاتا ہے جو کہ دین سے مکمل خروج ہے مسلمان کتاب وسنت کی طرف پلٹتے ہیں جبکہ صوفیاء ذوق، کشف، خیالات اور اپنے مشائخ کے کلام کی طرف جبکہ یہ بڑی مشکل ہے کیونکہ ہر انسان کا ایسا ذوق ہوتا ہے عیسائی تثلیثیانہ ذوق جبکہ مشرک شرکیہ ذوق رکھتا ہے۔

④ یہ مرحلہ مقامات جیسے توکل ورضا کی اصطلاح کے ساتھ ممتاز ہے اس میں بھی انہوں نے صحیح فہم اسلامی سے انحراف برتا ہے ان کے نزدیک توکل اسباب ترک کردینے کا نام ہے ھروی کہتے ہیں :''خاص طریق میں توکل توحید اور اسباب اختیار کرنے سے بیگانگی ہے''۔ابوسعید الخزار کہتا ہے:''میں صحرا میں تھا شدید بھوک لگی میرے نفس نے مجھ سے تقاضا کیا کہ میں اللہ سے کھانا مانگوں میں نے کہا یہ

---

[1] احقائق التصوف:527

توکل کرنے والوں کا عمل نہیں'' ❶۔

ان شیخ صاحب نے زادراہ کے بغیر صحراء جا کر خلاف سنت عمل کیا اور توکل کا معنی سمجھنے میں غلطی کی اللہ سبحانہ وتعالی نے اسباب پیدا کر کے مخلوق سے انہیں اختیار کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور مسلمان محض اسباب پر مکمل اعتماد نہیں رکھتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ پر کلی اعتماد کرتا ہے اور نتائج کا اللہ تعالیٰ سے امیدوار رہوتا ہے۔صوفیاء مقام رضا کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ تقدیر پر بس کئے رہنا ہے کہ جو اللہ کی طرف سے آئے اسی پر قناعت کرنا یہ معنی بنظر عمیق درست نہیں مسلمان اللہ کی تقدیر پر اعتراض نہیں کرتا جیسے مرض، فقر لیکن اللہ کی تقدیر کو اللہ ہی کی تقدیر سے ٹالتا ہے جیسے مرض کا علاج دوا سے کرتا ہے اور محنت کر کے کما کر فقر کو ٹالتا ہے اور دینی معاملات جیسے نماز روزہ میں یوں نہیں کہتا کہ میں نماز اس لئے نہیں پڑھتا کہ اللہ نے میرے مقدر میں رکھی نہیں یہ تو شیطانی حیلے اور مشرکین کا طرز عمل وقول ہے شریعت احکامات کو نافذ کرنا اور مصائب کو اللہ کی تقدیر سے ہٹانا اور ان پر صبر کرنا واجب ہے ان تمام اصطلاحات کے متعلق ابن قیم رحمہ اللہ کا تبصرہ نہایت جامع ہے:''کہ چلنے کی آواز اور پسنے کی آواز سنائی دیتی ہے پر آٹا نہیں دکھائی پڑتا'' ❷۔

# چوتھی فصل: صوفیہ اور وجودیہ

یہ مرحلہ صوفیت کے مراحل میں خطرناک ترین ہے وہ اس طرح کہ اس مرحلے کی صوفیت میں یونانی فلسفہ داخل ہو گیا اور اسے صوفیت اور نصرانیت سے مشابہ بنا دیا کہ جب عیسائیت میں رومی داخل ہوئے تو انہوں نے اس میں فلسفہ بھی داخل کر دیا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عیسائیت خود رومی بن گئی اور رومیوں کی کچھ مدد نہ کر سکی بلکہ ہم بالجزم ثابت کر سکتے ہیں کہ یہودیت ونصرانیت ودیگر آسمانی شرائع جن میں تبدیلیاں واقع ہوئیں تو اس تبدیلی میں فلسفہ کا اہم کردار تھا جب فلسفہ نے تورات کے نصوص پر تنقید کی

---

❶التصرف از کلاباذی:150۔ ❷مدارج السالکین:3/457۔

اورانہیں معمولی یا قصہ کہانیاں قرار دیا تو اس دباؤ کے ماتحت علماء یہود نے تاویلیں شروع کر دیں جیسا کہ فیلون یہودی نے کیا انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کونور قرار دیا اوران کی بیوی سارۃ کوخوبی قرار دیا ایسے ہی نصرانیت نے کیا خصوصاً جبکہ افلاطونی متکلمین اور یونانی نمائندوں نے ان فلسفیانہ حملے کئے تو نصرانی خداوندی کے رجال نے اقرار کیا کہ اناجیل میں نامعقول باتیں ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی فلاسفہ کی پسندیدہ تاویلات شروع کر دیں[1]۔

اسلام میں فلسفہ یونانی کتابوں کے ترجمے کے بعد آیا جیسے افلاطون اسکندری کی کتاب ''التاسوعات'' کا عربی ترجمہ عبدالمسیح بن ناعمہ الحمصی نے ''الاثولوجیا''یعنی ربوبیت کے نام سے کیا[2]۔

ایسے ہی ''اثولکوجیا''ارسطو کی کتاب کا ترجمہ ہے اس میں فیض اور اشراق کا نظریہ پیش کیا گیا ہے جو صوفیت کے خطرناک ترین دور پر چھایا رہا خصوصاً سہروردی[3] اور ابن عربی[4] کے ادوار میں اسی فلسفے کے دباؤ میں معتزلہ نے ہر خلاف عقل (ان کے زعم میں) نص کی تاویل یا انکار شروع کر دیا جیسا کہ وہ جوہر، جز لایتجزا، جسم، متحیز ......وغیرہ الفاظ کے جھگڑے میں بہت آگے نکل گئے اور فکری بغاوت کے دور کی بہترین مثال قرار پائے اور عملی طور پر بخوشی اسلام سے خارج قرار پائے۔

صوفیاء پر فلسفہ ''الٰہ سے مشابہت بقدر طاقت'' کے عنوان پر داخل ہوا انہوں نے بندے کو رب سے صفات وافعال میں مشابہ قرار دینے کی کوشش کی جیسا کہ غزالی اور اس کے ہمنواؤں نے اپنی کتاب ''المضنون به علی غیر اهله ''میں کیا[5]۔

---

[1] مذاهب اسلامیین از عبدالرحمن بدوی جلد دوم۔ [2] ظهرالاسلام از احمد امین : 156/4۔ [3] اس کا نام یحییٰ بن حبش بن امیرک السہر وردی تھا فلسفہ اشراق جس کا موجد افلاطون ہے کا حامی تھا اس نے نیا دین بنایا اور نبوت کا دعویٰ کیا علماء حلب نے اس کے کفر کا فتوی جاری کیا 587ہجری میں قتل ہوا۔ سیر اعلام النبلاء:201/21 نیز شخصیات قلقه از عبدالرحمن بدوی:95۔ [4] اس کا نام ابوبکر محی الدین محمد بن علی الحاتمی الطائی الاندلسی ہے مرسیہ میں 560ہجری میں پیدا ہوا وہیں پلا بڑھا پھر مختلف شہروں میں گھوما شام اور روم، مشرق کے مختلف شہر پھر بغداد آیا مغربی بادشاہوں سے خط وکتابت کرتا تھا لوگ اس کے بارے میں مختلف آراء رکھتے کچھ اسے زندیق کہتے کچھ ولی مانتے لیکن اپنی کتابیں نہ پڑھنے دیتا درست یہ ہے کہ یہ خبیث اتحادی تھا اس کی کتابیں اس کی موت کے بعد ظاہر ہوئیں کیونکہ لوگوں سے الگ رہتا تھا اس کے ساتھ بہت سے اتحادی رہتے تھے اسی لئے اس نے اس مسئلے (یعنی حلول اور فنافی اللہ) میں بڑی سرکشی کا مظاہرہ کیا پھر رسوا ہوا 637ہجری میں مرا دیکھئے شذرات الذهب از ابن عماد:190/5 نیز تنبیہ الغبی از بقاعی:178 نیز تاریخ التصوف از بدوی:41۔ [5] درء تعارض العقل والنقل از ابن تیمية:82/5۔

پھر ابن عربی اور اس کے تلامذہ نے وحدت مطلقہ کا موقف اختیار کیا کیونکہ فلاسفہ کہتے ہیں کہ: ''حقیقی وجود علت اولی (اللہ) ہے کیونکہ وہ بالذات مستغنی ہے تو ہر وہ جو اس کا محتاج ہو اس کا وجود ایک خیال ہے'' یہیں سے ابن عربی نے وحدت الوجود کا نظریہ نکالا شروع شروع میں صوفیہ نے اسے عام شکل میں لیا کہ اللہ سبحانہ ہی حقیقی وجود ہے اس سے ان کی مراد یہ ہوتی کہ تمام موجودات اور کائنات محض دھوکہ اور وہم ہیں کوئی الگ مستقل ذات نہیں جو بالذات قائم ہو جو ایسا ہو اس پر حقیقی وجود کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا❶۔

لیکن صوفیاء کا یہ نظریہ ابن عربی کے نظریہ وحدت والوجود سے الگ تھا وہ وحدت الوجود کے متعلق کہتا کہ حقیقی وجود اللہ سبحانہ کا ہی ہے لیکن ہم اپنی آنکھوں کے سامنے بہت سی اشیاء قائم دیکھتے ہیں ان کا انکار ممکن نہیں اسی لئے یہ تمام موجودات اللہ کے ذات کے سوا نہیں ہیں (**تعالی الله عما یقول الظالمون علوا کبیرا.** (یعنی) اللہ ظالموں کے ان اقوال سے بہت بلند و بالا ہے) اور اسی کے مظاہر و تجلیات کا مظہر و تجلی ہے اس کی آیات میں سے کوئی آیت نہیں جیسا کہ اہل السنۃ کہتے ہیں تو اس طرح رب کی حقیقت یہ ہوئی کہ وہ وجود مطلق ہے نہ اس کا نام ہے نہ ہی صفت نہ ہی آخرت میں اسے دیکھا جائے گا نہ اس کا کلام ہے نہ علم ہے نہ اس کے سوا کچھ ہے لیکن وہ کائنات میں دیکھا جا سکتا ہے❷۔

تو ہر وجود اللہ ہے اور اللہ ہی ہر وجود ہے بس اس نے کائنات کو خالق معبود سے ملا دیا اور توحید کا بینڈ بجا دیا یہ تو عیسائیوں کے شرک سے بہت ہی بڑا شرک ہوا کیونکہ اس بیمار تصور کی رو سے ہر ایک معبود ہے

---

❶ اس دور کے بعض مفکرین جو اہل السنۃ سے ہیں نے مطلقاً کہہ دیا کہ: ''موجود اور حق اللہ سبحانہ ہی ہے'' اس کی ان کی مراد شریعت سے متصادم نہیں وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ ہی ان غائب موجودات کی نسبت باقی اور سرمدی ہے جو اپنے بل بوتے پر قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ وہ اللہ سبحانہ کے وجود کا سہارا پکڑتی ہیں یہ معنی اگرچہ شریعت سے متصادم نہیں ہے لیکن بہت سے ایسے تصورات کا باعث ہے جو بدعت میں واقع کر سکتے ہیں چنانچہ شرعی اصطلاحات کا التزام ہی بہتر ہے اہل السنۃ کا عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ حق ہے اپنی مخلوقات پر قیوم ہے اور اس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور اسے ایسی ذات بنایا جس کا اس کی اپنی ذات سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ وہ حقیقی وجود رکھتی ہے محض تصور یا وہم نہیں اور اس دنیاوی زندگی کے بعد معدوم ہو جائے گی اور اس کا وجود خالق معبود سے الگ اور مستقل ہے۔ ❷تنبیه الغبی از بقاعی:40/19 نیز الایمان الاوسط از ابن تیمیة:132 نیز قطر الولی از شوکانی:190

جس کی پوجا ہوتی ہے۔مؤرخ ابن خلدون ابن عربی کے نظریہ کی شرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ باطل تصورات عام طور پر پوشیدہ اورایک دوسرے سے متناقض ہوتے ہیں یہاں تک کہ اپنے حاملین کے لئے بھی چنانچہ فرماتے ہیں: ''اس وحدت سے ان کی مراد ہے کہ ہر وجود کی ذاتی قوتیں ہوتی ہیں حیوانی قوت میں معدنی قوت ہے مزید بھی اور انسانی قوت میں حیوان کی قوت ہے مزید بھی اور فلکیات سے انسانیت کو متضمن ہیں مزید بھی اور ایسے ہی روحانی ذوات (فرشتے) پھر قوت جامعہ وہ ہے جو تمام موجودات میں بکھری پڑی ہے تو سب ایک ہی ہوئے یعنی ذات الٰہیہ ہی ❶۔

اور جب یہ سوال پیدا ہوا کہ وحدت الوجود کا نظریہ کیونکر درست ہوسکتا ہے جبکہ خالق اور مخلوق، مومن اور کفار سب ہیں اور کفار کو جہنم میں عذاب ہوگا تو عذاب کون دے گا؟ تو ابن عربی نے قرآن کریم کی آیت میں تحریف شروع کردی اور ہر آیت میں ایسا کفر اور باطنیت داخل کردی تاکہ یہ سوال ہی نہ پیدا ہو چنانچہ اپنی کتاب ''فصوص الحکم'' میں کہا کہ: ''موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو اس لئے ڈانٹا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت سے منع کردیا تھا اور انہوں نے (بچھڑے کی عبادت کرکے گویا) اللہ ہی کی عبادت کی تھی اسی لئے اللہ نے فیصلہ فرمادیا کہ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اس اعتبار سے موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام سے زیادہ عالم تھے ❷۔

اور وہ ہوا جو قوم عاد کی تباہی کا ذریعہ بنی وہ راحت سے مشتق ہے۔(عربی کو ہوا میں ریح کہتے ہیں ریح اور راحت دونوں کا مادہ روح ہے راحۃ مصدر ہے اور ریح مشتق) کیونکہ اس نے ان کے اندھیر جسموں کو راحت دے دی اور اس ہوا میں عذاب تھا عقابہ عذوبہ (چاشنی) سے مشتق ہے ❸۔

ابن عربی نے فرعون کو مومن قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ اللہ نے فرمایا قـــرة عيـــن لـــي ولـک (یعنی) فرعون کی بیوی آسیہ نے موسیٰ کو صندوق سے نکالتے ہوئے کہا کہ) میری اور تیری

❶مقدمة ابن خلدون: 471۔ ❷یعنی ابن عربی کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام بھی وحدت الوجود کے قائل تھے۔نعوذ باللہ من ذلک۔تنبيه الغبی از بقاعی: 120 بحواله فصوص الحكم،فصل: 192۔ ❸ایضاً: 95 بحواله فصوص فصل نمبر 109۔

آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اس ایمان کی بدولت جو اللہ نے اسے غرق ہوتے وقت دیا[1]۔
ابن عربی نے دیگر انبیاء کے واقعات میں اسی طرح کی کارستانیاں کی ہیں جو چاہے اس کی کتابیں پڑھ لے ہر سطر سے عقیدہ وحدت والوجود کی بو آئے گی اس کا یہ سارا کلام درحقیقت دین کی بنیاد ڈھا دینے کی سعی ہے اللہ نے کفار کے لئے جو وعیدیں بیان کی ہیں وہ اس دنیا کے لئے نہیں بلکہ آخرت کے لئے ہیں چنانچہ ابن عربی اور اس کے شاگرد شعائر اسلامی نماز قربانی اور پیوند لگے لباسوں اور زندیقیت کی آرائشوں کے پیچھے صوفیت کے نام پر چھپے رہے [2]۔ فلاسفہ ابن عربی کی طرح وحدت الوجود کے قائل نہیں لیکن انہوں نے اس باطل نظریے کے لئے راہ ضرور ہموار کی ہے اللہ تعالیٰ کے متعلق بلا علم باتیں کہہ کر اور اسے اپنی خیالی صفات سے متصف کر کے اس گمراہی کی وجہ انکا آسمانی شریعت سے اعراض اور انبیاء کے نور ہدایت سے دوری ہے اسی لئے انہوں نے معبود کو ایسی بسیط ذات خیال کیا جو ترکیب کے ہر شائبے اور صفات سے مکمل پاک ہو جیسے، قدیر، سمیع، بصیر یہ صفات ان کے نزدیک مرکب ہیں انہوں نے کہا کہ اس کی حقیقی صفت ''وجود'' ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا وجود؟ تو جواب آتا کہ کسی شئے کا نہیں گویا ایسا وجود جس کی کوئی صفت نہیں تو اس اللہ سبحانہ کا وجود ایسا نہیں جسے ہم مسلمان جانتے ہیں اور جس نے رسول مبعوث کئے اور کتابیں نازل کیں، درحقیقت ان کے نزدیک وجود وہی اللہ ہے جسے ہم مسلمان مانتے ہیں اور جس نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں، وہ ان کے نزدیک ہر صفت سے عاری وجود ہے فطرتاً یہ ان کے ذہنوں کے باطل تصورات ہیں حقیقت نہیں چونکہ صفت وجود ان کے نزدیک اللہ کی خاص ترین صفت ہے تو ان کی عقلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ہر وجود اللہ کی وجود کی طرح واجب ہے اور چونکہ عالم موجود ہے تو وہ اللہ ہے۔ **تعالیٰ اللہ عن قولھم علوا کبیرا** (یعنی) اللہ ان کے قول سے بڑا ہی بلند ہے۔ (تنبیۃ الغبی از البقاعی)

---

[1] ایضاً: 128 یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ کچھ لوگ ابن عربی کے کلام کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا یہ مقصد نہیں اور یہ مقصد ہے...... یہ بات درست نہیں عراقی فرماتے ہیں: جو اس طرح کے قبیح اقوال پر جری ہو اس کا یہ عذر قابل قبول نہیں کہ وہ کہے کہ میرا مقصد یہ تھا یہ ظاہر کے خلاف ہے اس کے کلام کی تاویل نہ کی جائے نہ کرامت سمجھا جائے۔ [2] تنبیۃ الغبی الی تکفیر ابن عربی از شیخ برھان الدین البقاعی۔

فلاسفہ کی اسی طرح کی باتیں ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کا سبب بنیں اگر چہ اس کا نظریہ فلاسفہ کے نظریے سے زیادہ برا ہے خاص طور پر جب قرآنی آیات زبردستی اس کے نظریے پر فٹ کی جائیں اور جب بہت سے نادان مسلمان اسے "شیخ اکبر" سمجھتے ہوئے اس کی تعظیم کرتے ہوں۔

کچھ اور بھی فطری سہارے ہیں جنہوں نے ان لوگوں کو اسلام اور عقیدہ توحید کے سب سے بڑے مخالف ومنافی نظریہ وحدت الوجود تک پہنچایا انہی میں سے ایک فناء کا نظریہ بھی ہے جس کے متعلق ہم گذشتہ بحث میں گفتگو کر آئے ہیں جس طرح جہمیہ نے اللہ کی صفات کا انکار کیا اور مسلمانوں پر اس کے اثرات مرتب ہوئے اسی طرح ممکن ہے کہ نظریہ فناء نے عقیدہ وحدت الوجود کو سہارا دیا ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کے علو کی نفی سے لازم آتا ہے کہ وہ ہر جگہ ہے۔اسی طرح انہوں نے اللہ کو اس کی کائنات کے تمام حصوں بخروں میں تقسیم کر دیا اس کے باوجود بھی فلسفہ کا شفاف اسلامی عقیدہ کو بگاڑنے بلکہ تمام انسانی معاشروں کو بگاڑنے میں اہم کردار رہا ہے کیونکہ اس کی بنیاد صرف ایسے تصورات پر ہوتی ہے جو ذہن میں تو ہوتے ہیں ذہن سے باہر حقیقت کی دنیا میں نہیں اسی لئے ایک عظیم عالم دین ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کی گہرائی میں جا کر واپس آنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: بے شک جو آفاقی شرائع سے جس قدر قریب ہوگا وہ عقل اور حقیقت کی معرفت سے بھی اسی قدر قریب ہوگا۔کیا آپ نے مشاہدہ کیا کہ کسی فلسفی نے کسی علاقے کی خیر خواہی کی ہو[1]۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہاں ایک مغربی مفکر ڈاکٹر ایلکس کارل سے ملاقات کی جس کا خیال تھا کہ فلسفے نے مغربی معاشرے میں تباہی مچائی ہے کہ جس معاشرے میں صرف کتابیں پڑھائی جاتی ہیں حقیقت پر غور نہیں کیا جاتا وہ کہتا ہے: فلسفی کا فلسفہ تمام لوگوں کے لئے قابل قبول نہیں ہوسکتا فلسفی کے تمام دلائل

[1] درء تعارض العقل والنقل: 65/5۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ فلسفی حقیقت دور نظریات اور انسانی حقیقت سے الگ زندگی گزارتا ہے ان کی مشکل یہ ہے کہ وہ معاملات کو اس طرح سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وہ قدرت نہیں رکھتے جبکہ انبیاء ورسل انہی معاملات کو بڑی آسانی سے حل کر دیتے ہیں۔

فرضی ہوتے ہیں❶۔

فلسفہ پر تنقید جاری رکھتے ہوئے مزید کہتا ہے: ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کو کامیاب علم کر سکتا ہے لیکن ہم نے فلسفیانہ افکار کے نتائج کو ترجیح دے دی اور اس بات کو پسند کیا کہ ہم حقائق سے خالی تصورات کے بیچ سڑتے رہیں، یقیناً اس دور کے فلاسفہ ہی ہیں جنہوں نے آزاد بندگی کو امریکا و یورپ میں اندھی صورت میں پیش کیا❷۔

گویا ہر دور میں یہی مشکل رہی ہے جب لوگ ان آسمانی شرائع سے دور ہو جاتے ہیں جو دنیا و آخرت میں انسان کی بھلائی کی ضامن ہیں تو ان کے سامنے ازم پر ازم آتے ہیں اجتماعی، سیاسی اور اقتصادی ازم جو نتیجہ ہوتے ہیں انسان کی اپنے خالق کی طرف فطری توجہ اور انسانی شیطانوں پر شیطانی وحی کے درمیان ناپسندیدہ انقطاع کا اور ظاہر ہے کہ انسان کے لئے راہ اعتدال پر گامزن رہنا مشکل ہو جاتا وہ یا تو تشدد و غلو یا تساہل و نرمی اور ذمہ داریوں سے فرار چاہنے لگتا ہے پھر شیطان بھی ایسے شخص کے سامنے خود کو عقل کل سمجھتا ہو بڑے گل کھلاتا ہے کہ اگر وہ عام لوگوں اور عام طریقے کے مطابق اپنے علم و مذہب پر قانع رہا تو اس نے کیا کیا؟ لہٰذا ضروری ہے کہ نئے نئے کارنامے سرانجام دیے جائیں اور عجیب وغریب اور انوکھا پن اختیار کیا جائے یہ پوشیدہ خواہشات ہوتی ہیں جن کا ادراک اور جن سے دور صرف علماء ربانیین ہی رہ پاتے ہیں (یا پھر وہ حقائق کی دنیا کا باشندہ بن جاتا ہے)

اس بحث کے اختتام سے قبل مناسب ہوگا کہ ہم ابن عربی اور اس کے تلامذہ کے متعلق بعض علماء کی آراء نقل کر دیں یعنی اس کی وجودی فکر کے اعتبار سے ۔شیخ ابومحمد بن عبدالسلام ابن عربی کے متعلق کہتے ہیں: وہ برا شیخ قبیح اور کذاب ہے وہ عالم کو قدیم کہتا تھا اور شرم گاہ کو حرام نہ کہتا تھا (یعنی ماں بہنیں وغیرہ محرمات حلال ہیں)❸۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ شیخ ابراہیم الجعبر ی سے نقل کرتے ہیں کہ: میں نے ابن عربی کو دیکھا وہ ناپاک شیخ ہے

---

❶تاملات فی سلوك الانسان:47/1۔ ❷تاملات فی سلوك الانسان:7/1۔ ❸فتاوی ابن تیمة:240/2۔

اللہ کی نازل کردہ ہر کتاب اور اس کے بھیجے ہوئے ہر نبی کو جھوٹا کہتا ہے۔(ایضاً)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کی کتاب الفتوحات المکیہ میں اس کے اپنے ہاتھ سے لکھے یہ دو شعر پڑھے:

الـــــرب حـــق والـــعبـــد حـــق

یـــالیـــت شعـــری مـــن الـمكـلف؟

ان قـــلـــــــت عبـــد فـــــذاك رب

او قـــلـــــــت رب أنَّـــــــى يـــكـــلف

ترجمہ: رب حق ہے اور بندہ بھی حق ہے آخر پھر مکلّف کون ہے؟ اگر میں کہوں کہ بندہ ہے تو وہ رب ہے یا میں کہوں کہ رب ہے تو رب کیسے مکلّف ہوسکتا ہے۔(ایضاً)

بقاعی ابن عربی کے حامیوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اصولی کہتے ہیں: اگر کوئی ایسا کلمہ کہے جس سے ارتداد لازم آتا ہو اور یہ گمان رکھے کہ وہ توریہ (یعنی دل سے اس کے برعکس سوچ رکھنا) کر رہا ہے تو وہ ظاہراً اور باطناً کافر ہے۔(تنبیة الغبی:23)

ابن عربی کے شاگردوں میں ابن فارض ہے جو پوری ڈھٹائی اور یقین سے عقیدہ وحدت الوجود کا قائل و فاعل تھا اپنے مشہور قصیدے التائیہ میں اسی فکر کو بار بار لاتا ہے تاکہ قاری یا سامع کو شک نہ رہے۔ مثلاً کہتا ہے:

لهـا صـلاتـى بـالمقـام اقيمهـا　　واشهـد انهـا لـى صـلـت

كـلانـا مـصـل عـابد ساجد الى　　حـقيـقتة الـجـمع فى كل سجدة

ومـا كـان صـلى سواى فلم نكن　　صـلاتى لغيرى فى اذاء كل ركعة

ومـا زلـت ايـاهـا وايـاى لم تزل　　ولا فـرق بـل ذاتـى لـذاتى احبت

ترجمہ: ”جس مقام پر میں فائز ہوں اس پر فائز رہتے ہوئے یہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کے (اللہ

سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ۔نعوذ باللہ من ذلک ) لئے نماز پڑھی اوراس نے میرے لئے ہم دونوں ہی نماز پڑھتے ہیں عبادت کرتے ہیں ہرسجدہ کرتے ہیں ایک متحد حقیقت کواس نے میرے سوا نماز نہ پڑھی تو ہر رکعت کی ادائیگی میں میری نماز میرے علاوہ کسی کے لئے نہ تھی میں وہ رہاوہ میں رہا کوئی فرق نہیں بلکہ میری ذات میری ہی ذات سے محبت کرتی ہے‘‘(نعوذ باللہ العلی العظیم من هذا الشیطان الرجیم)۔

کیااس کے بعد وضاحت کی ضرورت ہے؟ وہ اپنے ہی لئے نماز پڑھے کہ اس کی ذات ہی تو اللہ ہے اللہ کی پناہ اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ عالم مستی میں تھا وہ اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ وہ حالت بیداری اور ہوش وحواس میں تھا:

ففی الصحو بعد المحو لم اك غيرها وذاتی بذاتی اذا تحلت تجلت

ترجمہ:’’فنا ہونے کے بعد ہوش میں آکر بھی میں اس سے الگ نہیں اور میری ذات جب میری ہی ذات میں حلول کرتی ہے تو آشکار ہو جاتی ہے‘‘۔

آج تک صوفیاء اس قصیدے کو پسند کرتے ہیں اوراس کے مؤلف کو سلطان العاشقین کہتے ہیں حالانکہ اس میں کفر ہے اس کے باوجود بھی وہ کہتے ہیں کہ وہ حسن کا شیدائی تھا اور بہنسا نامی علاقے میں جاکر دف کی تھال پر عورتوں کے ساتھ رقص کرتا تھا یہ لوگوں کو ایسے ہی فریب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رقص بھی دین ہے حقیقتاً یہ ماضی کے وہ پہلو ہیں جن سے ہر پکا مسلمان شرمندگی محسوس کرتا ہے مسلمانوں کے لئے یہ المیہ ہے کہ ان صوفیہ میں وہ لوگ داخل ہو گئے جنہوں نے ان میں ایسے وہم پیدا کئے جو جاہل پر حاوی رہے اور عقل مند کو الجھاتے رہے وجہ یہ تھی کہ صوفیاء نے اہل السنۃ اور صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے منہج کو تھاما نہیں۔

دوسرا باب

# صوفیاء کی بدعات

## پہلی فصل: علمی بدعات

تمہید: صوفیاء علمی اور عملی دونوں طرح کی بدعات کے مرتکب رہے ہیں عملی بدعات سے ان کے وہ نظریات مراد ہیں جوانہوں نے اسلامی عقیدے میں بدعات نکالیں اور عملی بدعات سے ان کے وہ طور طریقے اور راہیں جوانہوں نے صحیح منہج اسلامی میں بدعات کیں۔

چونکہ عمل علم کے تابع ہے اور ہم علمی بدعات سے متعلق کلام کر چکے ہیں تو جو علم میں انحراف کرے اور بدعت اپنائے وہ عمل میں بھی انحراف کرتا ہے اس سب کی وجہ استدلال ونظر میں منہج اہل السنۃ والجماعۃ سے دوری ہے اس انحراف کو بدعت کہنے سے اس کے خطرے میں کمی واقع نہیں ہوگی بدعات صغیرہ بھی ہوتی ہے اور کبیرہ بھی جو کفر تک لے جاتی ہے تو جو وحدت ادیان کا معتقد ہوا اور یہ عقیدہ رکھے کہ قطب اور غوث کائنات میں تصرف کرتے ہیں وہ کافر ومشرک ہے اصل مصیبت رسول اللہ ﷺ اور خیر القرون کی عدم متابعت اور اس سے بڑھ کر کچھ کرنے کی کوشش ہے خواہ اچھی نیت سے ہو یا بری نیت سے۔

بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم نا قابل قبول ہے کیونکہ بدعت ہمیشہ سیئہ ہی ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا: كل بدعة ضلالة یعنی ''ہر'' بدعت گمراہی ہے۔ بدعت اپنی اس صفت (یعنی عربی میں لفظ کُلّ جس کا اردو ترجمہ ''ہر'' ہے) کے اعتبار سے ایک خاص تعریف کی محتاج بن جاتی ہے اور ہم اس تعریف کو اختیار کریں گے جو کہ امام شاطبی رحمہ اللہ کی کتاب الاعتصام میں ہے فرماتے ہیں

:"وہ طریقہ جو دین میں اختراع ہو،شریعت سے ملتا جلتا ہواس پرعمل کرنے کا مقصداللہ سبحانہ کی عبادت میں مبالغہ ہو" ❶۔

یعنی "طریقہ جو دین میں ہو نہ کہ دنیا میں سو اگر کوئی کہے کہ تم آلات کو بدعت کیوں نہیں کہتے تو ہم کہیں گے کہ یہ دنیاوی طریقہ ہیں نہ کہ دینی طریقہ۔وہ طریقہ جو دین میں اختراع (ایجاد کردہ) ہواس سے پہلے اس کی مثل معروف ہولیکن اس کی کوئی اصل (بنیاد) نہ ہو۔جبکہ وہ علوم جو بعد میں ایجاد ہوئے جیسے علم نحواور اصول فقہ وغیرہ تو ان کی اصل موجود ہے یعنی حفظ دین اور یہ علوم مصالح مرسلہ کی قبیل سے ہیں حقیقت بھی یہی ہے ایسا کچھ نہیں ہوتا جو بدعتی کی بدعت سے مشابہ ہو کیونکہ ضرر محض سے تو لوگ خود ہی بھاگتے ہیں لیکن جو پہلے سے موجود کسی شئے سے مشابہ ہو یہی شبہ بدعت کی دشواری میں واقع کرتا ہے ۔ممکن ہے کہ صوفیاء کے خلاف علم بدعت ایک مستقل حیثیت اختیار کرلے کیونکہ ان کی بہت سی عملی بدعات مشہور ہیں علاوہ ازیں ہر فرقہ دین میں ایسی بدعات نکالتا ہے جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا ہوتا۔

# پہلی بحث: شریعت وحقیقت یا شریعت وطریقت

ان اصطلاحات کو صوفیاء بار بار دہراتے ہیں اور انہیں اپنی دیگر اصطلاحات ظاہر وباطن سے لاحق کردیتے ہیں اس بحث میں ہم ان اصطلاحات کے معانی اوران کے باہمی تعلقات کو اجاگر کریں گے ۔شریعت ان کی نگاہ میں عملی اور تکلیفی احکام کے مجموعے کا نام ہے جسے فقہ اسلامی کہتے ہیں اور حقیقت (طریقت) ان احکام سے ورے اسرار ورموز کا نام ہے،فقہاء لوگوں کو نماز کے ارکان اور سنتیں سکھاتے ہیں جبکہ صوفیاء دل کے افعال جیسے محبت وخشیت کا اہتمام کرتے ہیں یہ معتدل صوفیاء کی رائے ہے غالی صوفیاء کہتے ہیں کہ: یہ احکام عام مسلمانوں کے لئے ہیں جن کی عقلیں اور دل معانی علویہ کا ادراک چند مخصوص شعائر اور اشکال کی پابندی کے بغیر نہیں کرسکتے جیسے نماز پانچ مرتبہ ایک خاص شکل اور ترتیب

❶الاعتصام:271/1

سے پڑھی جاتی ہے یہ ایسے ہی ہے جسے کچھ اساتذہ اپنے طلباء پر کچھ درسی ذمہ داریاں عائد کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کے طلباء ایسے کئے بغیر ان سے علمی استفادہ نہیں کرسکیں گے مقصد علم ہوتا ہے تو اگر کچھ خواص شرائع کے بنیادی مقصد یعنی (حقیقت وطریقت) کا ادراک رکھتے ہوں تو مقصد حاصل ہورہا ہے انہیں نماز کی پابندی کی ضرورت نہیں نماز اللہ سے تعلق کا ذریعہ ہے اگر یہ تعلق ہمیشہ برقرار رہتا ہو تو نماز کی ضرورت صرف شرعی احکامات کے احترام کے اعتبار سے رہ جاتی ہے اس کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض صوفیاء نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ حقیقت کا ادراک رکھنے والے سے تمام شرعی ذمہ داریاں ساقط ہوجاتی ہیں۔

شریعت وطریقت میں فرق ہی اس انحراف کی ابتداء ہے جبکہ اہل السنۃ کے نزدیک شریعت ہی حقیقت وطریقت ہے نماز اگرچہ مخصوص حرکات کا نام ہے لیکن خشیت وانابت کا بھی ذریعہ ہے ایسے دیگر تمام احکامات شرعیہ ہیں جبکہ انہیں مکمل طور پر اس طرح ادا کیا جائے جیسا اللہ چاہتا ہے۔

اس چیز نے صوفیاء کو ایک دوسری اصطلاح ظاہر اور باطن پر شیر کردیا صوفیاء نے دعوی کیا کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے ظاہر وہ ہے جو اس کے الفاظ سے فہم عربی اور سیاق وسباق اور دیگر تفسیری اصول کے مطابق لیا جائے اس کا اہتمام علماء ظاہر کرتے ہیں جنہیں صوفیاء بطور تحقیر ''رسمی علماء'' کہتے ہیں باطن ان الفاظ کے پیچھے مخفی علم ہے حقیقی مراد وہی ہے ان پر صرف بلند مقام والے خواص ہی مطلع ہوتے ہیں جنہیں صوفیاء (اشارات یعنی باطنیات) کہتے ہیں یہ فقہاء دین پر تنقید کرتے ہیں کہ وہ اعمال قلوب کا اہتمام نہیں کرتے۔

جب ان میں سے کسی سے زکاۃ کا نصاب پوچھا جائے تو کہتا ہے کہ عوام کے لئے چالیسواں حصہ ہے اور ہم پر سارا خرچ کرنا فرض ہے اور جب علماء شریعت کے مابین کسی مسئلے میں اختلاف ہوجائے اور وہ حل نہ ہو تو اہل تصوف کے علماء باطن کا قول معتبر ہوتا ہے۔

(حاضر العالم الاسلامی از شیکب ارسلان:160/2 بحوالہ احمد شریف السنوسی)

فرمان باری تعالیٰ: ولکن لا تفقهون تسبیحهم (یعنی) تم ان کی (غیر انسانی وجنی مخلوقات) تسبیح نہیں سمجھ پاتے۔ کے بارے میں غزالی کہتا ہے اس فن میں علماء ظاہر وعلماء باطن باہم مختلف ہیں ❶۔

درحقیقت یہ فرق غیر صحیح بلکہ باطل اور قبیح ہے اسلام کے کسی بھی طرح حصے بخرے کرنا اور اسے اجزاء میں تقسیم کرنا قرآن کے حصے بخرے کر دینا ہے اسلام سارا کا سارا ایک جسم کی مانند ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا کچھ اعضاء کے اعمال ہیں تو کچھ دل کے جن کا تعلق ایمان کی کمی وزیادتی سے ہے یہ ایمان پہاڑ کی طرح بن جاتا ہے اور کبھی حقیقتاً اور کمزور دانے کی طرح لیکن نام اس کا شریعت یا اسلام یا دین ہی رہتا ہے ہر وہ تقسیم جو دین میں تضاد وتغایر کا احساس دلائے جیسے کچھ لوگ عقل اور نقل میں فرق کرتے ہیں گویا نقل عقل کے منافی ہو یا علم اور دین میں فرق کرتے ہیں گویا علم دین کے منافی ہو تو یہ دشمنان دین کے سامنے کمزوری کا اظہار اور ان کا راستہ صاف کرنے کے مترادف ہوگا (یہ بھی اس وقت جب ہم ایسے فرق کرنے والوں کے متعلق حسن ظن رکھیں)۔

ابن جوزی رحمہ اللہ اس تقسیم پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ تقسیم انتہائی قبیح ہے کیونکہ شریعت کو حق سبحانہ نے خلقت کی مصلحت کے لئے وضع کیا ہے اس حقیقت کے سوا جو کچھ ہے وہ شیطانی وساوس ہیں اور صوفیاء کا فقہاء سے بغض رکھنا بہت بڑی زندیقیت ہے ❷۔

ظاہر اور باطن کے مابین اسی فرق نے ہی انہیں قرآنی آیات کی تحریف وتاویل شنیع پر آمادہ کیا اور اس تاویل مذموم نے ہی ہر باطنی فرقے کو آمادہ کیا کہ وہ اللہ کی کتاب سے اپنی خواہش کے مطابق دلائل ڈھونڈھے اسی لئے اصول تفسیر کے نام سے اہل السنۃ نے علم تفسیر کو مدون کیا تا کہ معاملہ خطرناک حد تک نہ چلا جائے اس آیت قرآنی: فلما جن علیه اللیل رای کو کبا قا هذا ربی (یعنی) جب اس (ابراہیم علیہ السلام) پر رات چھائی اس نے ایک تارہ دیکھا کہنے لگا یہ میرا رب ہے۔ کے بارے میں صوفیاء کا باطنی طبقہ کہتا ہے: ''انہوں نے بہ حالت عطش (پیاس) میں دیکھا گویا ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی

---

❶التصوف از زکی مبارک:52/2۔ ❷تلبیس ابلیس:337۔

ملاقات کی شدت پیاس میں جب ستارہ دیکھتے تو کہتے یہ میرا رب ہے کیونکہ پیاسا جب سراب کو دیکھتا ہے تو اسے پانی یاد آجاتا ہے"۔

ابن قیم رحمہ اللہ اس کے تعاقب میں فرماتے ہیں: آیت کا قطعاً یہ معنی نہیں یہ صوفی لوگ زبانی اشارے دیتے ہیں"❶۔

اور یہ آیت کہ: **فاخلع نعلیک** (یعنی) اپنی جوتیاں اتاردے کی تفسیر میں شیخ عبدالغنی النابلسی جو کہ متاخرین میں سے ہے کہتا ہے: یعنی اپنی ظاہری و باطنی صورت یعنی اپنا جسم اور روح اتاردے ان کی طرف مت دیکھ کیونکہ وہ تیری جوتیاں ہیں❷۔

بعض صوفیاء نے اس آیت کی تفسیر کی ہے کہ: یعنی اپنی دنیا و آخرت اتاردے اس کھجور کے پاس۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض صوفیاء اس فرق کو غلط قرار دیتے تھے سہل بن عبداللہ تنبیہ کرتے ہوئے اور نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: سیاہی وسفیدی محفوظ کرلو یعنی علم کہ جس کسی نے ظاہر کو چھوڑا وہ زندیق ہے❸۔

اس کے باوجود بھی یہ لوگ اپنے اس عمل سے باز نہ آئے اس آیت: **وان یاتوکم اساری** (یعنی) "اگر وہ تمہارے پاس قیدی بن کر آئیں" کے بارے میں کہتے ہیں: یعنی گناہوں میں ڈوبے ہوئے اور آیت: **والجار الجنب** (یعنی) "اجنبی ہمسایہ" سے نفس مراد ہے حتیٰ کہ خود سہل بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اس نے: **ولا تقربا هذه الشجرة** (یعنی) "تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا" کی تفسیر میں کہا کہ: یہاں کھانا مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ میرے سوا کسی کا قصد نہ کرنا"۔

شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت سے متعلق یہ دعویٰ لوگوں کے علم کے خلاف ہے❹۔

ابوعبدالرحمٰن السلمی نے صوفیاء کے لئے صوفیت کی طرز پر تفسیر لکھی جو دراصل دماغی خلل ہے تقریباً

---

❶مدارج السالکین:3/61۔ ❷شطحات الصوفية:195۔ ❸تلبیس ابلیس:325۔ ❹محاسن التاویل از قاسمی:1/73

دوجلدیں ہیں کاش اس نے یہ تحریف نہ کی ہوتی [1]۔

اوران کا شیخ سراج فقہاء دین پر حملے کرتا تھا کیونکہ ان کا علم نفس سے بہت قریب ہے اور وہ تکلیفی امور میں زندگی میں ایک آدھ بار ان کے علوم کے محتاج ہوتے ہیں جبکہ وہ (صوفیاء) ہمیشہ ان کے علوم کے محتاج ہوتے ہیں [2]۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ نہ تو صحابہ کے کلام میں غور وتدبر کرتے ہیں نہ ہی تکلیفی امور میں گفتگو کرتے ہیں جبکہ فہم شریعت کے لئے فہم عربیت ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی میں اترا ہے اور قرآن کی تفسیر ان معانی سے کرنا جو صوفیہ کے دل میں خیالات آتے ہیں درست نہیں اور اس طرح کی تفسیر سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ یہ باطنیت سے مشابہہ ہے اور فرق اور تفرقہ کی اصل وجہ نفس میں آنے والے خیالات اور عجیب وغریب اشیاء ہیں [3]۔

شاعر محمد اقبال نے ایک صوفی کا ان اشعار میں خوب تصور پیش کیا ہے:

متـا ع الشيخ ليــش الا اســاطير قديمة

كــلامـــه كـلـــه ظـن وتــخـميـن

حتــى الان اســلامــــه زنـــارى

وحيـن صار الحرم ديرا اصبح هو من براهمته

ترجمہ: ”شیخ (صوفی) کا ساز وسامان سوائے پرانی کہانیوں کے اور کچھ نہیں اس کا کلام محض ظن وتخمین ہے اب تک اس کا اسلام زناری [4] ہے اور جب حرم کسی راہب کی کٹیا بن جائے تو وہ اس کا برہمن بن جائے گا“ [5]۔

---

[1] التفسیر والمفسرون از محمد حسین ذھبی: 73/1 بحوالہ امام ذھبی۔ [2] اللمع: 36۔ [3] ملاحظہ ہو شیخ خضر حسین کی الموافقات پر تعلیق: 36۔ [4] زناری اسلام سے مراد ان کا عیسائی رہبان سے متاثر ہونا ہے جو درمیان سے لنگی پہنا کرتے تھے۔ [5] دیوان ارمغان حجاز: 130 بتحقیق سمیر عبدالحمید

# دوسری بحث: حقیقت (طریقت) محمدی

غلو کی وادیوں میں سے ایک وادی وہ بھی ہے جس میں صوفی واقع ہوئے بلکہ وہ کفر کی وادی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق غلو کا اور صوفیاء کا انہیں یونانی فلسفہ سے متاثر ہوکر پہلی مخلوق قرار دینے کا اور اس نصرانیت سے متاثر ہونے کا عجیب امتزاج ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہی صفات سے متصف کرتی ہے۔

جسے وہ طریقت محمدی کہتے ہیں دراصل وہ اندھیرا ہی اندھیرا ہے کیونکہ اس کی بنیاد بیمار خیال واوہام ہیں جن کا طریقت کی تعریف میں ان کے اقوال اور اس کے متعلق ان کی گفتگو یہ بھی خفاء کے پردے میں ہیں رسول اللہ ﷺ پہلا وجود اور پہلی مخلوق ہیں اور ایسے قطب ہیں جو اول تا آخر تمام افلاک کا مدار ہیں ❶۔

انہی سے ہی سارے راز وابستہ ہیں اور ہر شئے انہی کے سہارے قائم ہے ❷۔

وہ عین ایمان ہیں ہر انسان کے وجود کا سبب ہیں ❸۔

گویا صوفیاء نے بس یہ نہ کیا کہ: رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم نے بشر رسول کہا ہے اور وہ اپنے اقطاب کو الٰہی صفات سے متصف کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے کیا کہنے لہٰذا انہوں نے طریقت محمدیہ کی بدعت نکالی اور اس نظریہ کی بنیاد پر ہی بوحیزی کہتا ہے:

وکل آی اتی الرسل الکرام بها    فانما اتصلت من نوره بهم

ترجمہ: ''مرسلین جس قدر نشانیاں لائے وہ ان تک آپ ہی کے نور سے پہنچیں''۔

وکیف تدعو الی الدنیا ضرورة من    لولاه لم تخرج الدنیا من العدم

ترجمہ: ''اس ہستی کی ضرورت دنیا کو کیوں نہ ہو جو اگر نہ ہوتی تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی''۔

---

❶ ظهر الاسلام: 220/4 تمام افلاک کے مدار کو قطب کہتے ہیں جو اپنی حرکت وسکون میں پائیدار ہو اور ہر ظاہر و پوشیدہ کو چلا رہا ہو یہ ہی الوہی حقیقت ہے اور عقل فعال کا نظریہ ہے جو یونانی فلسفے سے ماخوذ ہے۔ ❷ هذه هی الصوفية: 87 بحواله مشیش۔ ❸ التصوف از زکی مبارك: 233/1۔

اور ابن نباتہ المصری کہتا ہے:

لـولاه مـا كـان ارض ولا افق ولا زمـان ولا خـلـق ولا جبـل

ترجمہ:''وہ اگر نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا نہ زمین نہ آسمان نہ زمان نہ خلقت نہ پہاڑ''۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت پر ہمیشہ غلو کا خوف کھاتے رہے فرمایا:

**لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم انما انا عبداللہ ورسوله.**

مجھے اس قدر نہ چڑھاؤ تو جس قدر عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو چڑھایا درحقیقت میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں [1]۔

لیکن ان لوگوں کا طرز عمل تو غلو سے بھی بڑھ کر شرک وگمراہی ہے اگر ایسا نہیں تو پھر شیخ دباغ کے اس قول کہ: اگر نور محمد کو عرش پر رکھ دیا جائے تو وہ زائل ہو جائے [2]۔

اور ابوالعباس مریسی کے اس قول کہ: تمام انبیاء رحمت سے پیدا کیے گئے اور ہمارے نبی عین رحمت ہیں ۔اللہ نے فرمایا: **وما ارسلنک الا رحمة للعالمین.** (یعنی) ہم نے آپ کو جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ان اقوال کی کیا وضاحت کی جا سکتی ہے آپ خود ہی اس عجیب دلیل پر غور کر لیں۔ یہ تو نصرانیت سے مکمل موافقت ہوئی جب عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے لئے اللہ کے بیٹے ہیں تو پھر صوفیاء طریقت محمدی کیوں نہ اختیار کریں یہ تو ان کے نظریہ وحدت الوجود کا لازمی نتیجہ ہے [3]۔

افسوس یہ ہے کہ ایک مستشرق نکلین جب شخصیت رسول کی متکلم کلام کرتا ہے تو غالی صوفیہ اس وقت اپنی اندھیر وادیوں میں بھٹکتے پھر رہے تھے جبکہ وہ بالکل درست لکھتا ہے کہ: جب ہم محمد ﷺ کی شخصیت قرآن کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ہم اس صورت اور صوفیاء کا اپنے اولیاء سے متعلق تصور کے مابین بڑا واضح فرق پاتے ہیں وہ یہ کہ صوفی بزرگ اور شیعہ کا امام معصوم دونوں الٰہی صفات سے متصف کئے

[1] صحيح البخاری۔ [2] هذه هي الصوفية: 87۔ [3] التصوف از زکی مبارک۔

جاتے ہیں جبکہ رسول کو قرآن کریم میں بشر کہا گیا ہے ❶۔

# تیسری بحث: وحدت ادیان

صوفیت کی بہت سی خرافات وبکواسیات میں سے ایک وحدت ادیان بھی ہے جو بیمار ذہن کی پیداوار ہے جس کا خیال یہ ہے کہ وہ انسانیت کے ہمدرد ہیں جبکہ درحقیقت اور موجودہ حالات ہیں یہ بڑی ہی سنگین فکر ہے کیونکہ کائنات وحیات سے متعلق سنن الٰہیہ سے متصادم ہے جن میں ایک سنت حق و باطل، خیر وشر کے درمیان ٹکراؤ کی بھی ہے اور تمام ادیان کو ایک قرار دینا اسلامی انہدام کا خبیث مرکز ہے یا کسی ایسے مقلد کی بکواس ہے جو اپنی بات کی سنگینی سے واقف نہ ہو وگرنہ ایک موحد اور قبر پرست اور اللہ کی کتابوں کے محرف اور اپنے نبیوں کے عابد کو ایک ہی کیسے مان لیں ہم کس طرح ایمان اور کفر کو کس طرح ایک کہہ دیں یہ بات ابن عربی اور اس کے تلامذہ جیسا عقیدہ وحدت الوجود پر ایمان لانے والا ہی کہہ سکتا ہے جس کا عقیدہ ہے کہ زمین پر موجود ہر شئے صحیح ہے اسے کوئی جدا نہیں کر سکتا اور اللہ اس بات سے بڑا وسیع ہے کہ کوئی معین عقیدہ اس کا احاطہ کرے سب صحیح ہے جہاں تک عذاب کا تعلق ہے تو وہ عذوبۃ (چاشنی) سے مشتق ہے ❷۔

ابن عربی شعر میں اس عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہے:

لقد صار قلبی قابلا کل صورة — فمرعی لغزلان ودیر لرهبان

وبیت الاوثان و کعبة و طائف — والواح توراة و مصحف قرآن

اذین بدین الحب انی توجهت — رکائبه فالحب دینی وایمانی

ترجمہ: ”میرا دل ہر صورت قبول کر لیتا ہے ہرن کی چراگاہ ہو یا کسی راہب کی کٹیا بت کدہ ہو یا طائف کا کعبہ تورات کی تختیاں ہوں یا مصحف قرآن میں دین محبت کا ماننے والا ہوں اس کے سوار جہاں چلے

❶هذه هي الصوفية:85۔ ❷هذه الصوفية:95۔

جائیں محبت ہی میرا دین وایمان ہے''۔
اس کا دوست ابن فارض کرگا سے اپنی لنگی بنتے وقت کہتا ہے:

وما عقد الزنار حكما سوى يدى ‏ ‏ ‏ وان حل بالاقرار فهى حلت

وان خر للاحجار فى البدعا عاكف ‏ ‏ ‏ فلا وجه للانكار بالعصبية

ترجمہ:''میرے ہاتھ کے بغیر لنگی کی گٹھان مضبوط نہیں اور اگر وہ ثابت رہنے کے بجائے کھل جائے تو ہاتھ بھی ہٹ جاتا ہے اور اگر وہ کسی بت کدے میں پتھروں کے سامنے گر پڑے تو وہ پوجا کر رہی ہوتی ہے لہٰذا عصبیت کی بناء پر انکار کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔''
بعض اعتدال پسند ابن عربی کی کتابوں سے خوفزدہ ضرور کرتے ہیں لیکن اس کی تکفیر نہیں کرتے اور اس کے اقوال کو گول مول کر کے پیش کرتے ہیں ان کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن ہم نے ان میں سے کسی کو جلال الدین رومی کے اشعار سے روکتے نہیں سنا جبکہ اسے پسند کرنے والے بہت ہیں خاص کر ترکی اور ہند میں اس کا ایک قصیدہ درج ذیل ہے اس میں وہ اپنے استاد سے مشابہت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

انظر الى العمامة احكما فوق راسى

بل انظر الى زنار زار دشت حول خصرى

فلا تناعنى لا تناعنى

مسلم اناولكنى نصرانى وبرهمى وزرداشتى

توكلت عليك ايهاالحق الاعلى

ليس لى سوى معبد واحد

مسجد او كنيسة او بيت اصنام

ووجهك الكريم فيه غاية نعمنى

ترجمہ:''پگڑی دیکھ جسے میں اپنے سر پر مضبوط باندھتا ہوں۔ بلکہ زردشت کی لنگی دیکھ میرے پہلو

پر۔نہ وہ مجھ سے الگ رہ سکے نہ وہ مجھ سے الگ ہوسکے۔میں مسلمان ہوں لیکن نصرانی، برہمن، زردشت بھی ہوں۔یاحق اعلیٰ تجھ پر میں اعتماد رکھتا ہوں۔میرے لئے ایک ہی عبادت گاہ ہے۔مسجد ہو یا کنیسہ یا بت کدہ۔تیرا معزز چہرہ میری لذتوں کی انتہاء ہے۔نہ وہ مجھ سے الگ رہ سکے نہ وہ مجھ سے الگ ہوسکے ❶۔

یہود کی عبادتیں، نصرانیوں کی لنگی کی گٹھان یا کمر بندھ اور ہندوستان کے مندر اور مسجدیں یہ سب ان کے لئے اللہ کی عبادت گاہیں ہیں چاہے وہ جہاں بھی جائیں ❷۔

ہم سارے صوفیاء کو اس بدعت کا ذمہ دار قرار نہیں دیتے کیونکہ ایسے اقوال کفر وانحراف وضلالت ہیں جو صرف غالی صوفیاء کہتے ہیں لیکن تصوف کی ایسی ہی کشادہ راہیں اس طرح کی افکار کا سبب بنتی ہیں توحید ربوبیت، اور یہ بات کہ اللہ ہر شئے کا رب اور مالک ہے میں غرق ہوجانا، اور قضاء وقدر کونی جو مومن وکافر دونوں کے لئے یکساں ہے میں کھو جانا اور شرعی امرونہی اور ان کے مومنین اور توحید الوہیت کی جانب توجہ نہ دینا اور طبعی کلمات میں کھو جانا جیسے محبت الٰہی اور عشق الٰہی وغیرہ ان تمام اسباب نے ابویزید بسطامی کو یہ کہنے پر آمادہ کیا جب وہ یہود کے قبرستان سے گزرا تو کہنے لگا یہ معذور ہیں اور جب مسلمانوں کے قبرستان سے گزرا تو کہنے لگا یہ دھوکے میں پڑے رہے پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تیرے عذاب دینے سے پہلے یہ ایسے سامان تھے جن پر فیصلے جاری رہے تو توان سے درگزر کردے ❸۔گویا وہ چاہتا ہے کہ اللہ اپنی رحمت جنس بشر پر نچھاور کردے گویا وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے زیادہ اس کے بندوں کے لئے رحیم بن رہا ہے۔اسی قبیل کے کچھ اقوال امیر شکیب ارسلان نے احمد شریف السنوسی ❹ سے نقل کئے ہیں کہ اس کا چچا استاذ مہدی اس سے کہا کرتا تھا کسی کو حقیر نہ جاننا نہ مسلمان کو نہ عیسائی کو نہ یہودی کو نہ کافر کو کہ شاید وہ اپنی ذات میں اللہ کے ہاں تجھ سے زیادہ افضل

---

❶مجلة العروة الوثقى شماره نمبر 1403،61ھجری زیر ادارات عبدالحکیم الطیبی۔ ❷هذه هي الصوفية۔ ❸تاریخ التصوف:28۔ ❹یہ سنوسی تحریک کا لیڈر تھا جو لیبیا میں آج کل ظاہر ہے ان کے نظریات اٹالین استعمار کے خلاف ہیں۔

ہو کیونکہ تجھے اپنے خاتمے کا علم نہیں ❶۔

شیخ سنوسی کا یہ کلام درست نہیں کیونکہ جب ہم کافر کی تحقیر کرتے ہیں تو دراصل اس کے کفر کے بناء پر ایسا کرتے ہیں اور جب وہ مسلمان ہو جائے تو اس کے اسلام کی بناء پر اس کا احترام کرتے ہیں ہم ظاہر کے پابند ہیں اس میں صوفیت کا اثر واضح ہے لیکن میں اسے ان لوگوں میں نہیں سمجھتا جو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔

یہ عقیدہ ان ماسونی افکار سے مشابہ ہے جو وحدت انسانی اور اختلاف مذہب کے سبب ترک اختلاف کی دعوت دیتے ہیں کہ ہر ایک اپنا دین و مذہب و عقیدہ چھوڑ دے کیونکہ انسانیت کے ناطے ہم سب ایک ہیں یہ خبیث دعوت ہے جو بظاہر بڑی آسودہ حال ہے مگر در پردہ ہولناک ہے۔

# چوتھی بحث: اولیاء اور کرامات

اولیاء اور ان کی کرامات کے عنوان پر صوفیت ہمیشہ موضوع بحث رہی ہے اس سے متعلق کتاب وسنت کی تعلیمات پیش کرنے سے قبل ولی کی تعریف اور اس لفظ کی ارتقائی حیثیت ایک اصطلاح کے اعتبار سے کے متعلق گفتگو کرنا ضروری ہے اس کے بعد ہم قابل قبول اور نا قابل قبول کرامات کے متعلق گفتگو کریں گے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کی کتاب ''نظر الولی علی حدیث الولی'' سے ولی کے متعلق بحث کا ایک مختصر حصہ درج ذیل ہے:

''لغت میں ولی قریبی اور مقرب کو کہتے ہیں اور ولایت عداوت کی ضد کو ولایت کا اصل معنی محبت اور قریب ہونا ہے اولیاء اللہ سے خاص مومن مراد ہیں اللہ سبحانہ نے ان اولیاء کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ. (یونس:63)

---

❶ حاضر العالم الاسلامی:164/2۔

(اولیاء اللہ جن پر خوف ہوگا نہ غم یہ) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہیں۔
یعنی جن پر ایمان لانا واجب ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جس نافرمانی سے پرہیز کرنا واجب ہے اس سے پرہیز کرتے ہیں۔
ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ولی کو ولی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ امور اطاعت کو درست رکھتا ہے یعنی ان کی اتباع کرتا ہے یہی وہ معنی ہے جس کا مدار محبت قرب اور نصرت پر ہے جو معنی قرآن کریم میں وارد لفظ ولی اور اس کے مشتقات کی مراد ہے خواہ اولیاء اللہ کی نسبت سے ہو یا اعداء اللہ کی نسبت سے چنانچہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم اصطلاح کو قرآن کے بیان کردہ اور مقرر کردہ معنی سے خارج کردیں۔
ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: اللہ کے ولی سے وہ شخص مراد ہے جو عالم باللہ یعنی اللہ (کی ذات وصفات) کا علم رکھنے والا ہو اور ہمیشہ اس کی اطاعت میں لگا رہے'' یہ لفظ اس معنی میں استعمال رہا تا آنکہ یہ شیعہ اور صوفیہ میں رائج ہوا اور انہوں نے اسے اپنا امام اور شیخ کے لئے دیگر معنوں میں استعمال کرنا شروع کردیا جو کہ غیر اسلامی ہیں چنانچہ یہ ایک خاص طبقے میں محصور ہو کر رہ گیا جبکہ اس سے قبل ہر اس بندے کے لئے درست تھا جو اللہ کے دین کی کسی بھی طرح مدد کرتا ہو سب سے پہلے اس کے معنی میں تبدیلی شیعہ نے کی اور اسے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کی آل اولاد کے لئے استعمال کیا کہ وہ اور ان کی نسل عرش کے نیچے کی مٹی سے بنائے گئے نورانی بشر ہیں پھر اس میں شیعہ اور صوفیاء نے علم لدنی کا اضافہ کرلیا کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ علم حاصل کیا تھا۔
صوفی قشیری کا خیال ہے کہ: ''ولی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ معصوم عن الخطاء ہوتا ہے''۔
صوفیاء نے اس عقیدے میں شیعہ کی تقلید کی ہے وہ بھی اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں صوفیاء کبھی اسے حفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔
کلابازی کہتے ہیں کہ: ''اپنے انبیاء کی عصمت اور اولیاء کی حفاظت میں اللہ کے طور طریقے......'' ولی کا

سب سے بلند رتبہ صوفیاء کے نزدیک فناء ہے یہ ولایت کا دروازہ ومقام ہے۔
ابن عربی کے نزدیک فناء کے مراتب ہیں ایک مرتبہ ولایایت خاقہ کا بھی ہے اس سے وراثت مراد ہے کیونکہ اولیاء اللہ سے ڈائیریکٹ علم سیکھتے ہیں ایک ولی ابن عربی کے نزدیک انبیاء سے افضل ہوتا ہے کیونکہ وہ ذوق والے ہوتے ہیں اور علم وجود اور اسرار تقدیر سے واقف ہوتے ہیں۔
ولایت کا یہ رنگ صوفیانہ مفہوم ہے جبکہ قرآن کریم میں ولی ایک مثبت شخصیت کا حامل ہوتا ہے اور دین سے متعلق ہر حکم ونہی کا پابند ہوتا ہے نیز صحابہ اور تابعین اور علماء عاملین اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں اور اس حدیث کے مکمل مصداق ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''جو میرے ولی سے بغض رکھے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں'' جبکہ صوفیاء اس طریق کے برعکس طریقے ولایت کا حصول مانتے ہیں کیونکہ ان کی ریاضتوں کا مقصد اللہ کی معرفت ہے یا پھر فناء جبکہ اللہ کی معرفت اہل ایمان کی شان ہے اور فطری معرفت ہے جیسا کہ ہمیں قرآن بتاتا ہے اور عمل صالح میں یہ وصف ہے کہ اس کے عامل کو اللہ پسند کرنے لگتا ہے جبکہ صوفیاء کا فناء انہیں اتحاد اور حلول کے کفر میں مبتلا کرتا ہے تو اہل السنۃ کا طریق ولایت نسبتاً آسان ہے اور ہر ایک کے لئے ہے اور اس طریق کی ابتداء ہی اللہ اور اس کے بندوں کے مابین محبت سے ہوتی ہے جبکہ صوفیت کا طریق ولایت نہ صرف مشکل بلکہ موروثی ہے مرید کے لئے پر مشقت راہوں سے گزرنا اور پھر ایسی بکواسیات کا سہارا لینا ضروری ہے جن میں اسے اللہ کے سامنے حاضر سمجھا جائے۔ اہل السنۃ کے نزدیک افضل ترین اولیاء انبیاء ورسل ہیں جبکہ صوفیاء کے نزدیک انبیاء ان فلاسفہ سے بھی حقیر ہوتے ہیں جو الوہیت کا دعویٰ کرتے ہوں جیسا کہ سہروردی کا کہنا ہے جسے صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں سے واصل جہنم کیا تو اہل السنۃ کے نزدیک ولی سے وہ مثبت شخصیت کا مسلمان ہے جو طاعات کا اہتمام کرتا ہو جبکہ صوفیاء کے نزدیک وہ ہے جو فناء میں غرق ہو۔ (انتھی)
معنی ولی اور اس کے ارتقاء اور اس کے شرعی معنی کے بیان ووضاحت کے بعد کرامات کے متعلق اہل السنۃ کا موقف بیان کرنا ضروری ہے نیز یہ کیا صوفیاء نے اس موقف کا التزام کیا یا نہیں اور کیا ولایت

وکرامت میں کچھ تعلق ہے؟۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کائنات کا پیدا فرمایا اور اس میں ایک محکم ومضبوط نظام جاری وساری کر دیا جس میں نہ تو سقم ہے نہ ہی تعارض وتخلف اور اسباب کو مسببات اور نتائج اور ان کے مقدمات کے ساتھ مربوط کر دیا اور ہر شئے کو کچھ صفات عطاء کیں آگ جلاتی ہے، پانی سیراب کرتا ہے، خوراک بھوک مٹاتی ہے اور پھر یہ کائناتی نظام عمدہ ومرتب ہے چاند، سورج، ستارے، دن اور رات کا ہیر پھیر یہ سب اس کے بہترین نظام ہیں تو اگر کبھی اسباب نتائج سے مربوط نہ ہوں اور یہ عادت مالوفہ سے ہٹ کر کچھ ہو اللہ کے حکم سے کسی دینی مصلحت کی بناء پر یا کسی صالح شخص کی دعاء سے تو اگر خرق عادت معاملہ نبی کے لئے ہو تو وہ معجزہ ہے اور اگر صالحین کے لئے ہو تو وہ کرامت ہے اور یہ کرامت اگر حقیقتاً کسی ولی کے لئے ہو تو دراصل یہ بھی معجزات رسول ﷺ کا ہی ایک رخ ہے جو آپ کی اتباع کی برکت سے حاصل ہوا۔

یہ امور خرق عادت یا علم کی نسبت سے ہوتے ہیں کہ نبی وہ کچھ سن لیتا ہے جو کوئی دوسرا نہیں سن پاتا یا وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جو کوئی اور نہیں دیکھ پاتا نیند کی حالت میں یا بیداری میں یا وہ کچھ جان لیتا ہے جو کوئی دوسرا نہیں جان پاتا ولی اور الہام یا بندہ مومن کی فراست صادقہ کے اعتبار سے نیز یہ یا تو قدرت وتاثیر کی قبیل سے ہوتا ہے جیسے دعائے مستجاب یا کھانے میں برکت یا آگ کا نہ جلانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے اس نوع کی کرامات ثابت ہیں یا پھر کسی دینی ضرورت یا حجت کی نوع سے ہوتا ہے جیسے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جب ہجرت کی تو ان کے پاس کھانے پینے کا سامان نہ تھا وہ بھوک سے نڈھال ہو کر موت کے قریب تر ہو گئیں تو اپنے سر کے اوپر کچھ محسوس کیا تا دیکھا تو ڈول لٹکا ہوا تھا تو اس سے سیراب ہو گئیں نیز براء بن مالک رضی اللہ عنہ قسم کھا لیتے تو اللہ ان کی قسم پوری کرتا اور سعد بن ابی وقاص مستجاب الدعوات تھے اسلامی لشکر کے امیر علاء بن حجرمی اور ان لشکر بحرین میں سمندر کی سطح پر چلا مگر سمندر نے ان سے کچھ تعرض نہ کیا جبکہ ان کے پاس کشتیاں بھی نہ تھیں جن پر وہ سوار ہوتے نیز ابو مسلم الخولانی کو آگ میں ڈالا

گیا مگر وہ انہیں جلا نہ سکی ❶۔

یہ صحیح واقعات صحابہ کے لئے ثابت ہیں اوران سے زیادہ واقعات تابعین کے بعد رونما ہوئے اہل السنۃ بدعتیوں کی طرح کرامات کے منکر نہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جس اللہ نے اسباب اور مسببات کو پیدا کیا وہ اپنے بندوں کے لئے ان خرق عادت امور پر بھی قادر ہے لیکن صوفیاء صرف اس کے وقوع کو ہی صاحب کرامت کی افضلیت کی دلیل قرار دیتے ہیں حتی کہ اگر کسی فاجر کے ہاتھوں ہی کرامت کا صدور ہو تو وہ اسے شیخ طریقت کا لقب دے دیتے ہیں چنانچہ اس موضوع پر کچھ تحفظات ہونا لازمی تقاضا ہے۔

① صحابہ کے لئے اس طرح کی کرامات تکلف اور مطالبہ یا روحانی ریاضتیں کئے بغیر حاصل ہوئیں بلکہ اس طرح اللہ انہیں عزت دینا چاہتا تھا یا ان کی کسی دعا کا اثر تھا جس میں کوئی دینی مصلحت تھی یا تو قیام حجت یا حاجات مسلمین کی تکمیل جیسا کہ نبی ﷺ کے معجزات بھی ایسے ہی تھے جبکہ متاخرین کرامات کو طلب کرتے ہیں ان کے لئے تکلف اور روحانی ریاضتیں کرتے ہیں جن سے بسا اوقات ان کا جسم یا نفس بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے حالانکہ کرامات کو طلب کرنا اس کے حق میں تو کوئی دلیل نہیں البتہ اس کے خلاف دلائل ہیں دراصل انہیں انسان سے پردہ غیب میں رکھا گیا ہے نہ کہ یہ ان تکلیفی امور سے ہے جن کا بندے کو مکلّف بنایا گیا ہے ❷۔

یہ سب فلاسفہ سے متاثر ہونے کا انجام ہے کیونکہ وہ اس طرح کی خرق عادت امور کے حصول کے لئے اسی طرح معین ریاضتیں ضروری قرار دیتے ہیں۔

② اولیاء کی کرامات کا سبب ان کا ایمان وتقوی ہوتا ہے اور اللہ کا ولی فرائض سنن ونوافل کا پابند ہوتا ہے اللہ کے حکم کو جانتا ہے اور اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو جس کا عقیدہ وعمل صحیح ہو وہ اللہ کا ولی ہے اور

---

❶ الفتاوی: 279/11 از ابن تیمیۃ اس مقام پر ابن تیمیہ نے معجزات وکرامات سے متعلق بیش بہا موتی پیش کئے ہیں۔ ❷ الموافقات از شاطبی: 283/2

اس بات کا مستحق ہے کہ اللہ اگر چاہے تو اسے اعزاز بخشے ایسی شخصیت کے لئے کچھ خرق عادت ہو جانا مضر نہیں نہ ہی اس کے ذریعے دھوکے میں پڑا جا سکتا ہے نہ ہی وہ اس پر متکبر ہوتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو اس سے بھی افضل ہو اس کے لئے کرامت ثابت نہ ہو چنانچہ کرامت افضلیت کی دلیل نہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ چیز حاصل نہ ہو سکی جبکہ دیگر کچھ صحابہ کو حاصل ہوئی بالکل اسی طرح ہر شخص ولی اللہ نہیں ہو سکتا جس کے لئے کچھ خرق عادت ہو جس طرح ہر وہ شخص جسے دنیاوی نعمتیں میسر ہوں تو یہ اس کی کرامات شمار ہوتی ہیں بلکہ کبھی خرق عادت امر ایسے شخص کے لئے بھی ممکن ہو جاتا ہے جو فرائض کا تارک ہو اور بے حیائیوں کا مرتکب ہو تو یہ ہاتھ جناتی شیاطین کی شرارت شمار ہو گی جن کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہو یا پھر اللہ کی طرف سے مہلت اور اس کی تدبیر شمار ہو گی یا پھر ایسی ریاضت (پریکٹس کر کے مشقت کا عادی بن جانا) شمار ہو گی جو کافر ہندو سادھو اور بدھ بھکشو وغیرہ بکثرت کرتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ اتنے ایکسپرٹ ہو جاتے ہیں کہ گرم آلات ان پر اثر انداز نہیں ہو پاتے یا وہ کئی کئی روز کچھ کھائے پیئے بغیر گزار دیتے ہیں فاسق لوگ اسے ان کی کرامت سمجھتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک اہم سوال یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے ادوار میں اس طرح کے خرق عادات واقعات بہت کم ہیں جبکہ ان کے بعد بکثرت ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جواب دیتے ہیں کہ: ''یہ ہر شخص کی ضرورت کے مطابق ہے جب کوئی کمزور ایمان والا یا محتاج اس کا ضرورت مند ہو تو اس کے پاس کچھ ایسا خرق عادت معاملہ ہو جاتا ہے جو اس کے ایمان کو قوی کر دیتا ہے اور جو اس سے بڑھ کر ولی ہو تو وہ اپنے بلند رتبے کی بناء پر اس سے مستغنی ہوتا ہے [1] جیسے اس کرامت کا نہ ہونا مسلمان کے لئے مضر نہیں نہ ہی اس سے اس کے مرتبے میں کچھ فرق پڑتا ہے صحابہ سے اس طرح کے امور اس لئے صادر ہوئے کہ ان کے ذریعے اللہ نے انہیں اکرام بخشا یا کسی دینی ضرورت کی تکمیل کی پھر ان کے بعد ادوار میں اس طرح کے

[1] یہ اس وقت ہے جس اس کرامت کا نقل ہونا ثابت ہو جائے علاوہ ازیں ہم اس بات سے غافل نہیں کہ خواہش پرست اور بدعتی ٹولہ اس دور کے بعد اپنے مذہب کی صحت ثابت کرنے کے لئے اس طرح کی کرامات بکثرت نقل کرنا شروع کر دیں جن کی کوئی اساس نہ ہو۔

واقعات کا بکثرت ہونا ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول کی تائید کرتا ہے ❶۔

③ اس دین کا عظیم ترین معجزہ قرآن کریم ہے جسے اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مادی معجزات کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے انکار کر دیا کیونکہ یہ منہج دین نہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْعًا، اَوْ تَکُوْنَ لَکَ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْھٰرَ خِلٰلَھَا تَفْجِیْرًا، اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا کِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰہِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا، اَوْ یَکُوْنَ لَکَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (الاسراء:90تا93)

(مشرکین مکہ) نے کہا ہم تجھ پر ایمان نہ لائیں گے تاوقتیکہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ پھاڑ دے یا نہر کھجور و انگور کا باغ ہو جس میں تو نہریں چلا دے یا تو آسمان کا ٹکڑا ہم پر گرا دے جیسا کہ تیرا کہنا ہے یا تو اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آ یا تیرا سونے کا گھر ہو یا تو آسمان چڑھ جائے اور ہم تیرا چڑھنا جب ہی مانیں گے جب تو ہمارے پر ایک کتاب اتار لائے جسے ہم پڑھ لیں کہہ دیجئے اللہ میرا رب پاک ہے میں محض بشر رسول ہوں۔

ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ وہ دعوی استغناء و اختیار کل اور علم غیب سے براءت کا اظہار کر دیں:

وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ. (الانعام:50)

---

❶فتاوی ابن تیمیۃ:323/11۔

کہہ دیجئے کہ میں نے تم سے کب کہا اور نہ میں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے
خزانے ہیں اور نہ ہی میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں
میں تو بس اسی پر چلتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی بلند مرتبے کے باوجود عام انسانوں جیسی تھی❶۔

جب آپ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ ہوا میں اڑ کر نہیں گئے بلکہ عام سواروں کی طرح نو دن میں پہنچے آخر کیوں؟ کیونکہ یہی وہ زندگی کے جو لوگ گزارتے ہیں اللہ وہ مشیئت جو اس نے لوگوں میں جاری رکھی ہوئی ہے لیکن اکثر لوگوں کے لئے یہ بات تکلیف دہ ہے کہ اس کائنات کا نظام اس طرح محکم ومضبوط ہو اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ مجذوبوں اور درویشوں کو اس میں تصرف کا اختیار دلا دیں❷۔

حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ راہ ہدایت راہ کتاب وسنت جس پر صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم گامزن رہے اس پر استقامت کا مظاہرہ ہی اصل کرامت ہے پھر اگر اللہ کسی مخلص مومن کو عزاز کسی کرامت سے نواز دے تو اسے چھپانا واجب ہے اسے ظاہر نہیں کرنا چاہیئے اور اللہ کے اس احسان پر شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

# پانچویں بحث: اقطاب واتاد

جب ولی کا معنی قرآنی مراد سے علاوہ اپنی منشاء ومرضی کے مطابق اختیار کیا گیا تو نتیجتاً صوفیاء نے اقطاب، ابدال، اوتاد کی اصطلاحات وضع کرلیں جن پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل نہیں اور پھر ان اصطلاحات کو مقام مرتبے تک کے اعتبار سے ترتیب دیا جس طرح عیسائی اپنے دینداروں کو مراتب میں تقسیم کرتے ہیں۔ شماس (قسّیس یعنی پوپ سے نیچے درجے کا پادری) سے ابتداء کرتے ہیں اور پوپ پر اختتام کرتے ہیں۔ ایسے ہی شیعہ، نصیریہ اور اسماعیلیہ اپنے ائمہ کی ترتیب لگاتے ہیں جیسے سابق پھر تالی پھر ناطق پھر اساس❸۔

---

❶الموافقات از شاطبی:2/248۔ ❷ثقافتنا از زکی نجیب محمود:172۔ ❸فتاوی ابن تیمیة:11/439۔

صوفیاء نے بھی اسی طرح اپنے اولیاء کو درجات کے اعتبار سے مرتب کیا ہے:

① قطب

② اوتاد اربعۃ

③ ابدال، یہ چالیس ہیں شام میں......؟

④ النجباء یہ مخلوق کے بوجھ اپنے اوپر لاد لیتے ہیں

⑤ نقباء

ان کے نزدیک قطب کسے کہتے ہیں اس کے جواب میں تیجانیہ کا بانی کہتا ہے: قطب درحقیقت حق (اللہ تعالیٰ) کی نیابت ہے خلق تک حق کی طرف سے کچھ بھی قطب کے حکم کے بغیر نہیں پہنچ سکتا❶۔ پھر صوفیاء کے ہاں قطب بھی دو طرح کے ہیں:

① جو بشر ہو مخلوق ہو اس زمین پر موجود ہو۔ اپنی موت کے وقت اپنا مقرب ترین بدل جانشین چھوڑتا ہے (عیسائیوں سے مکمل مشابہت)۔

② وہ قطب جس کا کوئی قائم مقام نہیں بن سکتا وہ ایک چنیدہ روح ہوتا ہے جو اس کائنات میں میں ایسے سیر کرتا ہے جیسے روح جسم میں چلتی ہے❷۔

رفاعی ان تمام مراتب سے بھی آگے ہے اپنے ایک شاگرد سے کہتا ہے: اپنے شیخ کو قطبیت سے پاک رکھ❸۔

ابوالعباس مریسی کے نزدیک مقام صدیقیت مقام قطبیت سے بھی فائق ہے❹۔

اوتاد یہ چار افراد ہیں اور عالم کے چار ستونوں مشرق مغرب شمال جنوب میں ہوتے ہیں❺۔

ابدال یہ سات افراد ہیں کسی ایک جگہ نہیں اپنا جسم چھوڑ کر زندہ ہیں❻۔

---

❶هذه هى الصوفية:125۔ ❷هذه هى الصوفية:125 نیز تنبیه الغبی کا حاشیه:32۔ ❸طبقات الشعرانی:144/1۔

❹لطائف المنن:12۔ ❺التعریفات از جرجانی:39۔ ❻التعریفات از جرجانی:23

ایک مسلمان ان خرافات کو پڑھ سن کر تعجب میں پڑ جاتا ہے کہ جرجانی وغیرہ جو علم ومعرفت کا دعویٰ کرتے ہوں کس طرح یہ باتیں کر جاتے ہیں یہ تو عقیدہ اسلامیہ سے مزاحم پرخطر راستے ہیں یہ عقیدہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی اس کائنات میں تصرف کرتا ہے شرک اکبر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر اولیاء کو صدیقین کے وصف سے متصف کیا ہے جیسے صدیق اکبر اور سیدہ مریم ام عیسیٰ علیہما السلام مگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کی کھلی مخالفت کرنے لگے ہیں کہ: قطبیت مرتبہ صدیقیت سے بڑھ کر ہے۔ ان کے کلام کا خلاف عقل بلا شبہ معلوم ہے کیونکہ عقل ان خرافات کو نہیں مان سکتی کہ اقطاب اوتاد عالم میں تصرف کرتے ہیں وہ چار ہیں یہ سات ہیں وہ کہاں سے یہ تعداد و تخصیص لے کر آئے ہیں اور کہاں سے قطب کو اللہ کا نائب قرار دیتے ہیں کیا اللہ عام بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ ہے جو نائب کا محتاج ہو سبحان اللہ یہ بہتان وافتراء پردازی وبکواس ہے [1]۔

یہاں طریقت محمدی، وحدت الادیان سے متعلق صوفیاء کا کلام ہم نہیں لکھ سکتے کیونکہ وہ مردہ کلام اور گھٹیا بکواس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ جس کی تعبیر ہمارے لئے ممکن نہیں درحقیقت وہ اسلام کی شاندار عمارت زمین بوس کرنے والی غنوصیت ہے (یہ ایک فلسفیانہ دین ہے اس کی بہت سی صورتیں ہیں جس کی ابتداء یہ ہے کہ حق کی معرفت اس کشف کے ذریعے ممکن ہے جو براستہ ظن وتخمین عارف کا معروف کے ساتھ مل کر حاصل ہو اور یہ معرفت علم واستدلال کے ذریعے ممکن نہیں یہ تصوف ہی کی ایک قسم ہے جو معرفت کی اعلیٰ ترین راہ سمجھی جاتی ہے اس کا عقیدہ ہے کہ خرق اور ادیان میں کچھ آڑ نہیں سب ایک ہیں اس اعتبار سے یہ انتہائی خطرناک ہے یہ یونانی لفظ غنوسیس یعنی معرفت سے نکلی ہے پہلی صدی عیسوی میں جب یونانی اور مشرقی ثقافت کا اختلاط ہوا اس کے نتیجے میں یہ بہت پھیل گئی تھی اس کے بانیان میں تیسری صدی عیسوی کا فلسفی افلاطون بھی ہے ملاحظہ ہو مقدمہ الطریق الولایۃ الیھا از ابراھیم

---

[1] فتاویٰ بزاریہ میں ہے کہ: جو کہے کہ مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں علم رکھتی ہیں وہ کافر ہے۔ نیز ملاحظہ ہو غایۃ الامانی از شکری آلوسی: 66/3 یہاں اولیاء اوتاد واقطاب سے متعلق شیخ صنع اللہ حنفی نے بہترین کلام کیا ہے ملاحظہ ہو: 66/2۔

ھلال:77)

# چھٹی بحث: بکواسیات اور نامعقولیات

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی دن کے شروع میں صوفی بن جائے تو ظہر سے پہلے پہلے احمق بن جائے گا ❶۔ یہ روایت صحیح ہو یا نہ ہو حقیقت یہی ہے کہ صوفیت میں عام رجحان عقل وعقلانیت سے دوری ہی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ احوال اور مقامات تک پہنچنے کے لئے عقل زائل کرنا ضروری ہے اسی لئے وہ اپنے مشائخ کے لیے ایسے واقعات بیان کرتے ہیں جن کا عقل سے بالکل واسطہ نہیں ہوتا جبکہ عقل معرفت علوم میں شرط اول ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے آنکھ کے لئے بصارت ضروری ہے پھر اگر اس کے ساتھ ایمان وقرآن کا نور بھی حاصل ہو جائے تو یہ نور علی نور ہے جبکہ عقل کو بالکل ہی ترک کر دینا تو حیوانیت و بہیمیت ہے ❷۔ کوئی مسلمان مکلّف اسی وقت بنتا ہے جب وہ عاقل ہو یہ بھی علم ہے لیکن صوفیاء ہے کے ہاں سب ممکن ہے سب چلتا ہے خواہ کتنا ہی عجیب ہو کیونکہ ان کے مشائخ کی کسی بات کا رد نہیں کیا جا سکتا اور اگر رد کر یا تو پھر وہ حجاب میں آجاتا ہے اس طرح کے معاملات نہیں سمجھ سکتا اسی لئے ان کے قصے وحکایات یہود ونصاری کے لئے باعث مذاق ہیں جیسا کہ آلوسی نے لکھا ہے ❸۔

چونکہ سقوط بغداد کے بعد لوگ اسباب کو مسببات کے ساتھ مربوط کرنے سے عاجز آچکے تھے لہٰذا تصوف ہی وہ واحد راہ بچی جو اس مشکل سے پیچھا چھڑا سکتی تھی تو لوگ بکثرت صوفیاء کے پاس جانے لگے ان سے تبرک حاصل کرنے لگے اور شہروں میں صوفیاء کی بہتات ہو گئی ❹۔

کوئی ہمیں جھوٹا اور ظالم نہ سمجھے صوفیاء کے یہ نامعقول قصے شعرانی کی کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' سے ماخوذ ہیں وہ ان قصوں کو نقل کرتا ہے اور اس پر بالکل تنقید نہیں کرتا کیونکہ اس کے عقیدے کے مطابق یہ

---

❶ تلبیس ابلیس: 370۔ ❷ ملاحظہ ہو فتاوی ابن تیمیة: 338/3 نیز ابن تیمیہ نے دس جلدیں صرف اس عنوان پر لکھی ہیں کہ شریعت منقولہ اور حقیقت معقولہ میں بالکل فرق نہیں۔ ❸ محاکمة الاحمديين: 490۔ ❹ ظہر الاسلام از احمد امین: 219/4۔

سب صحیح ہے بلکہ مجذوبوں کے قصے بیان کر کے انہیں بنظر تحسین دیکھتا ہے حالانکہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قصے ان کے بارے میں بنائے ہوئے ہیں لیکن شعرانی انہیں نقل کرتے وقت ان کا انکار نہیں کرتا اس کے دور سے آج تک ان قصوں کو پڑھنے والوں میں سے کوئی بھی نہیں کہتا کہ ہم ان قصوں کو نہیں مانتے انہیں ہماری کتابوں سے ہٹایا جائے یہی مشکل ہے کہ لوگ انہیں روا سمجھتے ہیں اور عملاً ان کی تصدیق کرتے ہیں ذیل میں مختلف ادوار سے لے کر مؤلف کے دور کے 10 ویں صدی ہجری تک کے چند نمونے درج ہیں:

① شیخ احمد رفاعی کے تذکرے میں شعرانی لکھتا ہے: جب حق تعالیٰ اس پر تعظیماً تجلی ڈالتا تو وہ پگھل جاتا حتی کہ پانی کا ٹکڑا سا بن جاتا پھر اسے لطف پالیتا پھر وہ آہستہ آہستہ جمنا شروع ہوجاتا اور واپس جسم بن جاتا اور پھر کہتا کہ: اگر اللہ میرا رب نرمی نہ کرتا تو میں تمہاری طرف نہ پلٹتا❶۔

② شیخ ابوعمرو بن مرزوق القرشی کے بارے میں لکھتا ہے: یہ عربی شیخ تھا جب کوئی عجمی بولنا چاہتا یا عربی عجمی بولنا چاہتا تو یہ اس کے منہ میں تھوک دیتا اور وہ اس کی زبان بولنا شروع کر دیتا گویا اس کی اصل زبان وہی ہے❷۔

بچارے مسکین طلباء جو اجنبی زبان پڑھتے ہیں اگر آج یہ شیخ ہوتے تو انہیں بڑا سکون مل جاتا بڑا سکون۔

③ تقی الدین سبکی کہتے ہیں: میں محفل سماع میں گیا وہاں شیخ رسلانی تھے وہ ہوا میں تیرتے پھر آہستہ آہستہ نیچے آجاتے حتی کہ جب ان کی کمر زیتون کے درخت پر ٹھہر جاتی جو خشک ہو چکا ہوتا اچانک سرسبز ہو جاتا اور پھل دینے لگتا اور اس سال زیتون حمل سے بھی ہو گیا❸۔

یہاں تعجب شیخ ارسلان سے نہیں بلکہ تقی الدین سبکی جیسے عالم سے ہے کہ اس نے کس طرح قبول کرلیا کہ اللہ کے ذکر کرتے وقت رقص کیا جائے اور یہ جھوٹ اس نے کس طرح مان لیا (بشرطیکہ شعرانی کا سبکی کے متعلق یہ بیان سچ ہو)

---

❶الطبقات:143/1۔ ❷الطبقات:154/1۔ ❸الطبقات:152/1

④ ابوالعباس احمد ملثم کے متعلق شعرانی کہتا ہے: لوگوں کا اس کی عمر میں اختلاف تھا بعض کہتے یہ یونس علیہ السلام کی امت کا ہے اور بعض کہتے کہ اس نے امام شافعی رحمہ اللہ کو دیکھا ہے اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تو کہنے لگا میری عمر اس وقت تقریباً 400 سال ہے ۔اہل مصر اپنی لڑکیوں کو اس کے ساتھ خلوت وجلوت سے منع نہیں کرتے تھے ❶۔

⑤ شیخ ابراہیم جعبری کی ایک مریدہ ان کا وعظ سنتی جبکہ وہ مصر اور سوڈان کے پرے ہوتی تھی ❷۔

⑥ حسین ابوعلی کامل عارفین میں سے تھا بہت سی شکلیں رکھتا تھا کبھی فوجی ہوتا تو کبھی درندہ تو کبھی ہاتھی ( واہ اللہ کے لطائف )❸۔کیا کامل عارف ہے کبھی درندہ ہے تو کبھی ہاتھی ہے۔

⑦ ابراہیم بن عصفیر :اس پر اکثر حال آتے یہ جنازہ کے آگے چلتا اور گالیاں دیتا اور اول فول بکتا اسکے بڑے عجیب حال تھے اور مجھ سے محبت کرتا تھا میں اس کی زیر برکت ونظر تھا❹۔

شاید یہ پاگل تھا جو مکلّف نہیں ہوتے البتہ شعرانی کا کہنا کہ:''وہ میرا سردار ہے میں اس کی زیر برکت ونظر رہا ہوں''،تو یہ بھی باعث تعجب نہیں اور آج کل صوفیاء کے جو خیالات ہیں ان کے مطابق کیا وہ شعرانی پر تعجب کریں گے ہرگز نہیں ان جیسے صوفی حقیقت سے زیادہ فریب کو مانتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک علماء سے قبل حقیقت کو بُھلے اور قلندر بیان کردیتے ہیں۔یہ صوفیت اور شعرانی کی کتب کا ہی اثر ہے کہ مصری یونیورسٹیوں کے اساتذہ جب میڈیکل ،فزکس یا کیمسٹری کے متعلق گفتگو کررہے ہوتے ہیں تو اس ان کی عقول صحیح سالم ہوتی ہیں مگر جب کسی ولی کے متعلق گفتگو کرتے ہیں تو ان کی عقول کو کیا ہوجاتا ہے کہ وہ اس کا ہوا میں اڑنا پانی کی سطح پر چلنا تسلیم کرلیتے ہیں❺۔

یہ یہاں حقیقی اسلام کا دفاع نہیں کررہے بلکہ عقل کا دفاع کررہے ہیں اور وہاں کے قانونی منطقی سیکولر مذہب کا ) یہ دورنگی اسباب ومسببات کی معرفت کے لئے نفسیاتی علاج کی محتاج ہے ہم نے شام

---

❶الطبقات:157/1۔ ❷الطبقات:203/1۔ ❸الطبقات:87/1۔ ❹الطبقات:140/1۔ ❺ملاحظہ ہو ثقافتنا از زکی نجیب۔

کی یونیورسٹیوں میں طلباء کو دیکھا ہے کہ کیسے وہ دجال مفسد ٹائپ لوگوں کی اتباع کرتے ہیں جن کا کذب وفریب واضح ہوتا ہے دراصل یہ مشائخ شروع ہی سے مرید کے دماغ کی خبیث شیطانی طریق پر برین واشنگ کردیتے ہیں جس سے جامعات کے نہ صرف طلاب بلکہ اساتذہ بھی چوپایوں کی طرح ان کے پیچھے چلتے ہیں اور صوفیت کا نامعقول ماحول ہی بنیادی محرک قرار پاتا ہے۔

عقل کے زوال کی انتہاء صوفیاء شطح یعنی بکواس کہتے ہیں وہ یہ کہ ان کا کوئی شیخ نامعقول یا کفریہ یا زندیقیہ باتیں شروع کردے۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ اس نے حالت جذب یا حالت مستی میں ایسا کہا اور ہوش کی حالت میں وہ ان سے رجوع کرلیتا ہے شطح کی تعریف میں کہا جاتا ہے ایسا کلمہ جس پر رعونت طاری ہو اور ایسا دعویٰ جو عارفین سے حالت اضطرار واضطراب میں صادر ہو ❶۔

ذیل میں ان کی بکواسیات کے کچھ نمونے درج ہیں:

ابو یزید بسطامی کہتا ہے: جہنم مجھے دیکھ کر سرد پڑ جاتی ہے میں مخلوق کے لئے رحمت ہوں اور آگ جہنم کو تو میں اپنی پلک جھپکا کر بجھا سکتا ہوں ❷۔

دسوقی علی الاعلان کہتا ہے: جہنم کے دروازے اس کے ہاتھ میں ہیں اور جو اس کی زیارت کرے گا وہ اسے جنت الفردوس میں جگہ دے گا ❸۔

ابوالحسن شاذلی دس سمندروں کا مجموعہ ہے پانچ انسانی ہیں: محمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی۔ بقیہ پانچ روحانی ہیں: جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور روح ❹۔

اور احمد بن سلیمان الزاہد کی سفارش کو اللہ نے اس کے تمام ہم عصر کے متعلق قبول کرلیا ❺۔

ان کی بکواسیات کے یہی چند نمونے کافی ہیں ان کی بکواسیات اس لائق نہیں کہ ان پر تبصرہ کیا جائے اسلام کا مضبوط قاعدہ ہے کہ ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں تو کسی کے لئے گنجائش نہیں کہ وہ ان کے اقوال کے

---

❶ شطحات الصوفية از بدوی: 22/1۔ ❷ تاریخ التصوف از عبدالرحمن بدوی۔ ❸ هذه هي الصوفية: 121۔ ❹ لطائف المنين: 57۔ ❺ الطبقات: 82/2۔

باطن کوان کے ظاہر کے برعکس قرار دے اسلام کواس کی بکواس سے محفوظ رکھنا واجب ہے بلکہ یہ شرک ہے کیونکہ جوجہنم وجنت میں تصرف کا مدعی ہو بالفاظ دیگروہ الوہیت کا مدعی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہمسر ہونے کا دعویدار ہے ۔ابن عقیل فرماتے ہیں:ایسا کہنے والا خواہ کوئی ہو زندیق ہے واجب القتل ہے❶۔

پھر جب جنت دسوقی کے قبضے میں ہے تو باطل پرست سوئے رہیں مشقت کرنے ،تھکنے،علم حاصل کرنے ،عبادت کرنے یا جہاد کرنے کی کیا حاجت ہے محض شیخ کی زیارت اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دے گی کیا یہ بخشش کانعم البدل نہیں؟البتہ ہم اللہ سے بخشش کے خواستگار ہیں ان کے اقوال نقل کرنے پر بھی استغفار کرتے ہیں۔

# دوسری فصل:صوفیاء کی عملی بدعات!

## پہلی بحث:پسماندہ تربیت

انت اسیر فی قید الملا والصوفی

انت لا تاخذ الحیاة عن حکمة القرآن

لیس لك بآیات القرآن شان

الا ان تموت بسهولة سورة یٓس

محمد اقبال

ترجمہ:''تو ملا وصوفی کی قید میں ہے حکمت قرآنی سے زندگی نہیں لیتا آیات قرآنی میں تیرے لئے کچھ نہیں الا یہ کہ تو سورۃ یٓس پڑھ کر باآسانی مرجائے گا''۔

❶تلبیس ابلیس:343۔

صوفیاء نے اپنے مریدوں کی تربیت کے ایسے قواعد بنائے ہیں جن کا مقدمہ مرید کو شیخ کے سامنے بالکل ذلیل کر دینا ہے کہ بیچارا مرید ایک ڈول کھینچنے والا آلہ بن جاتا ہے اس کی اپنی کوئی شخصیت نہیں رہتی جو اس سے کہہ دیا جائے وہ اسے بلا سوچے سمجھے دہراتا رہتا ہے بلکہ یہ اندھی چال ہے اور جب یہ پسماندہ تربیتی مرحلہ ختم ہوتا ہے وہ مرید کو ایک معین لباس، معین ڈھنگ، معین شیخ اور معین طریق کا گرویدہ بنا چکے ہوتے ہیں اس کے چند معروف قاعدے درج ذیل ہیں:

- شیخ کے سامنے ایسا بن جا جیسا غسل دینے والے کے لئے میت۔
- اعتراض نہ کر بھٹک جائے گا۔
- جس نے شیخ سے کہا کیوں وہ کامیاب نہ ہوا۔
- جس کا کوئی شیخ نہ ہو تو اس کا شیطان شیخ ہوتا ہے

غافلین کی اکثریت شیخ کے پیچھے چلتے ہیں ان کے ہاتھوں کے بوسے لیتے ہیں ان سے سہمے رہتے ہیں جب بھی وہ انہیں دیکھیں جب تک شیخ نہ بولے بولتے نہیں اس کی ہر بات مانتے ہیں اس کی جوتیاں اٹھاتے ہیں لوٹا اٹھاتے ہیں۔ یہ سب فلسفہ وہ اپنی کتابوں میں ''آداب مریدین'' کے عنوان سے لکھتے ہیں کہتے ہیں: اس کے آداب میں شیخ کی ظاہراً و باطناً تعظیم کرنا بھی ہے اس کے دشمن کے ساتھ مت بیٹھ اس کے دوست سے عداوت نہ رکھ اور اپنے دل میں آنے والا کوئی خیال اس سے مت چھپا (جس طرح عیسائی چرچ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں) اس کی اجازت کے بغیر نہ سفر کر نہ شادی کر ان سے سب سے بڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ مرید پر شیخ سے سوال کرنا حرام ہے کیونکہ بسا اوقات شیخ جاہل ہوتا ہے اسے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (اہل السنۃ کے نزدیک آداب تعلیم و تعلم صوفیاء کے آداب سے یکسر مختلف ہیں) تربیت کا یہ انداز نیا نہیں قشیری آداب سے متعلق کہتا ہے: جس کسی نے کسی شیخ کی صحبت اختیار کی پھر اپنے دل میں اس پر یہ اعتراض کیا تو اس نے عہد صحبت کو توڑ ڈالا اس پر توبہ کرنا واجب ہے مشائخ کہتے ہیں کہ مشائخ کے حقوق سے توبہ نہیں کی جا سکتی۔ (هذه هي الصوفية: 101)

اسی طرز نے مشائخ میں غلو کا راستہ کھولا ابوالعباس کے مطابق غزالی صاحب صدیقیت وصالحین عظمی تھا❶۔

شیخ نجم الدین شیخ ابوالعباس مریسی کے پیچھے قبلہ رخ نماز پڑھنے میں شرم محسوس کرتا تھا چنانچہ اپنا چہرہ قطب کی طرف پھیر لیتا لیکن ابوالعباس متواضع تھا وہ کہتا میں خلاف سنت عمل سے خوش نہیں ہوتا❷۔ گویا صرف خلاف سنت ترک قبلہ کا اعتبار نہیں؟ اور احمد شریف السنوسی اپنے چچا محمد المہدی سے شدید اعتقاد رکھتا اور اس سے اوپر سوائے محمد ﷺ کے اور کسی کو نہ سمجھتا تھا❸۔ تربیت کا یہی غلط طریقہ باپوں میں بھی منتقل ہو گیا وہ بھی اپنی اولاد کی جبری تربیت کرنے لگے جس سے بچے کی اپنی شخصیت کمزور پڑ جاتی ہے۔ اس انداز تربیت پر ہمارا تبصرہ درج ذیل ہے:

① مرید کی تربیت کے یہ آداب انتہائی مکروہ ہیں ایسا اس لئے کیا جاتا ہے تا کہ شیخ کی دین سے جہالت پر پردہ ڈالا جائے اور احترام کے نام پر اس کے دل و دماغ کو مکمل کنٹرول میں کر لیا جائے اور صوفیاء کا یہ کہنا کہ علم سینوں میں ہوتا ہے کتابوں میں نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ طلباء کو کتب فقہ و حدیث سے روکا جائے کیونکہ اگر اس نے انہیں پڑھا تو اس کی عقل کا بند دروازہ کھل جائے گا اور شیخ کے دجل وفریب سے آگاہ ہو جائے گا۔

② رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی ایسی کمینی تربیت نہیں کی بلکہ ایسی تربیت کی جو انہیں قائد اور مرد میدان بناتی وہ اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کرتے کیا یہ وحی ہے یا مشورہ ورائے اگر وہ مشورہ ورائے ہوتی تو وہ بھی اپنا مشورہ پیش کر دیتے جیسا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق میں کیا جب رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو غطفان سے مصالحت کرنی چاہی نبی ﷺ اپنی حکیمانہ قیادت کے باوجود ان کی طرف توجہ دیتے اور ان سے صورتحال کے متعلق تبادلہ خیال کرتے اور ان سے یہ نہ کہتے کہ تم مجھ پر کیوں کر رائے پیش کر سکتے ہو جبکہ میں جملہ مخلوق کا سردار ہوں اور رب العالمین کا نمائندہ ہوں؟ اور

---

❶لطائف المنن: 77۔ ❷لطائف المنن: 74۔ ❸حاضر العالم الاسلامی: 162/2 از شکیب ارسلان۔

صحابہ بھی رسول اللہ ﷺ سے باوجود شدید محبت کے آپ کے لئے کھڑے نہ ہوتے نہ آپ کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ بھی انسان کی تعظیم میں مبالغہ کو ناپسند کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ کی اسی حکیمانہ تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر میں غلط کروں تو مجھے سیدھا کردو اور فرماتے اگر میں اللہ کی کتاب میں اپنی رائے پیش کرنے لگوں تو نہ آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا اور نہ ہی زمین میرا بوجھ برداشت کرے گی۔ جبکہ صوفیہ کہتے ہیں: کہ شیخ کا ہر طریقہ تسلیم کیا جائے جبکہ شریعت کے مقابل کون سا طریقہ ٹھہر سکتا ہے؟ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دستوں کے قائدین اور علاقوں کے گورنروں کو لکھتے ہیں کہ: ''لوگوں کو خوشامدی بنا کر انہیں ذلیل مت کرو'' کیونکہ جو قوم پست ہو اس میں خیر نہیں ہوتی جیسا کہ قرآن کریم بنی اسرائیل کا قصہ بیان کرتا ہے کہ وہ فرعون کے غلام تھے جب موسیٰ علیہ السلام نے انہیں عزت واکرام کا راستہ دکھایا تو وہ کہنے لگے: ''تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں پسرے بیٹھے ہیں'' (سورۃ المائدہ:24)

تابعین بھی اسی تربیت گاہ میں رہے چنانچہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ ان کے شاگرد ان کے پیچھے چلیں ❶۔ اور کہتے کہ تابع اور متبوع دونوں کے لئے باعث فتنہ ہے ❷۔

صحابہ سے معروف نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں ایسا بہت نادر ہے بعض علماء اسے مطلقاً حرام قرار دیتے ہیں جیسے امام مالک، امام سلیمان بن حرب کہتے ہیں یہ چھوٹا سجدہ ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم ایک دوسرے سے سہا کریں آپ نے فرمایا نہیں ❸۔

(۳) ہزاروں بیوقوں کا شیوخ کے پیچھے چلنے کی وجہ حقیقت سے فرار ہے۔ یا ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ایسا ہوتا ہے کہ اپنی مشکلات حل کرائیں، میرے خیال میں یہ شرعی احکامات سے دوری کا نتیجہ ہے خاص کر تنگی اور تکلیف کی حالت میں، بعض لوگ محض شوقیہ طور پر عجیب وغریب واقعات کو سچا مان لیتے

---

❶ کتاب العلم از زهیر بن حرب:146۔ ❷ کتاب العلم:138۔ ❸ سنن ابن ماجه کتاب الادب:1220/2۔

ہیں جبکہ حقیقتاً وہ جھوٹے ہوتے ہیں❶۔

# دوسری بحث: علم حدیث اور صوفیاء

صوفیاء کے لئے خاص کر متاخرین صوفیاء کے لئے علوم شریعت خاص کر علم فقہ وحدیث کا اہتمام بڑا ہی مشکل ہے کیونکہ ان علوم سے ان کی جہالت آشکارا ہو جائے گی اور جب یہ فقہ وحدیث ان مریدین کے دل ودماغ میں سما گئے تو کوئی ان کی سیوا کرنے والا نہیں بچے گا جبکہ متقدمین صوفیاء علوم شرعیہ کا اہتمام کرتے تھے لیکن یا تو ان کی شخصیت دورنگی ہوتی تھی کہ فقہ واصول کے بھی عالم ہیں لیکن جب صوفیت کے متعلق گفتگو کریں تو شخصیت ہی بدل جاتی جیسے ابوحامد الغزالی یا پھر اچھا خاصا علم حاصل کرنے کے بعد اسے ترک کر چکا ہوگا کہ علم عمل کے لئے وسیلہ ہے جب عمل کے میدان میں قدم رکھ دیا تو علم کی ضرورت نہ رہی یہ مغالطہ ہے کیونکہ مسلمان اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک علم کا محتاج رہتا ہے احمد بن ابوالحواری نے اپنی ساری کتابیں سمندر کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ تم بہترین دلیل تھیں (یعنی عمل کے لئے مگر چونکہ اب صوفیانہ عمل ہے اس لئے تمہاری ضرورت نہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک) ابوحامد الغزالی علوم شریعت سے دور ہو کر علم کشف جیسے صوفیانہ رجحان کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: جان لے کہ صوفیاء الٰہیت کی طرف مائل ہوئے ہیں نہ کہ تعلیم کی طرف اس لئے کہ وہ نہ علم حاصل کرتے ہیں نہ ہی اس کے شوقین ہوتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ریاضتیں اور اللہ کی طرف دھیان اور مال واولاد اور علم سے کٹ جانا اور صرف فرائض ورواتب پر اقتصار کرنا ہی راجح طریق ہے وہ نہ قرآن پڑھتے ہیں نہ حدیث لکھتے ہیں۔

ابن الجوزی غزالی کے اس کلام پر لکھتے ہیں: اس کلام کا ایک فقیہ سے صادر ہونا مجھ پر بڑا گراں ہے اس کی قباحت مخفی نہیں یہ درحقیقت بساط شریعت کو لپیٹ کر رکھ دیتا ہے❷۔

---

❶ کیف تفکر از منیر بعلبکی۔ ❷ تلبیس ابلیس:323۔

جن اوہام کا وہ شکار بنے ان میں ان کا یہ کہنا بھی ہے کہ: ہم اپنا علم اس زندہ سے لیتے ہیں جو مرتا نہیں جبکہ اہل الحدیث اپنا علم ایک کے بعد ایک مردے سے لیتے ہیں پھر اپنے شیخ کا یہ شعر پڑھا:

اذا طالبوني بعلم الورق　　　　برزت عليهم بعلم الخرق

ترجمہ: ''جب وہ مجھ سے کاغذی علم کا مطالبہ کرتے ہیں تو میں انہیں خرق عادت (کرامت) کا علم دکھاتا ہوں''۔

حدیث سے اس صوفیانہ اعراض کے نتیجے میں انہوں نے ہر طرح کی صحیح وسقیم سچی جھوٹی احادیث اپنی کتابوں میں بھر مار کر دی احیاء القلوب اور الرسالۃ اور حقائق التفسیر بعض احادیث ضعیفہ وموضوعہ جن سے وہ اپنے مذہب کو ثابت کرتے ہیں درج ذیل ہیں:

① بعض عارفین نے فرمایا: معرفت کا اول حیرت وآخر حیرت ہے دلیل میں جھوٹی حدیث پیش کی کہ: **زدني فيك تحيّراً**. (یعنی) اپنی ذات متعلق مجھے مزید حیران کر دے''۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جھوٹی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: **رب زدني علماً**. اے پروردگار مجھے علم میں زیادہ کر❶۔

② محمد بن طاہر مقدسی نے مسئلہ سماع میں اس اعرابی کی حدیث ذکر کی ہے جس نے درج ذیل ابیات میں نبی ﷺ کی تعریف کی ہے: میرے جگر کو خواہش کا سانپ چاٹ گیا اس کا نہ تو کوئی معالج ہے نہ ہی دم جھاڑ کرنے والا سوائے اس محبوب کے جن سے مجھے شغف ہے ان کے پاس میرا علاج اور تریاق ہے اور وہ محمد ﷺ ہیں جب انہوں نے ان ابیات کو سنا تو وہ حاضر ہو گئے حتی کہ آپ کے کندھے سے چادر بھی گر پڑی۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹی اور موضوع حدیث ہے❷۔

معلوم نہیں کس طرح وہ یہ سب روایت کر دیتے ہیں شاید سانپ ان کی عقلوں کو چاٹ جاتا ہے نہ کہ ان کے دلوں کو۔

---

❶فتاوی: 384/11۔ ❷فتاوی: 563/11۔

③ ایک حدیث یہ بھی ہے جسے انہوں نے روایت کیا ہے کہ: ''اگر تم پتھر سے حسن ظن رکھو تو وہ بھی نفع دے'' یہ شرکیہ کلام اور صریح بہتان ہے ہم نے یہ حدیث بعض صوفیاء سے خود سنی ہے وہ اس کے معتقد ہیں۔

④ اون کا لباس پہنو اور خوب عمل کرو اور آدھا پیٹ خوراک کھاؤ تم آسمانی بادشاہت میں داخل ہو جاؤ گے۔اس حدیث کو ابو طالب المکی نے قوت القلوب میں ذکر کیا ہے ❶۔

کیا اللہ کے رسول ﷺ ایسا کلام کر سکتے ہیں یہ درحقیقت اپنے عقیدے کہ اون کا لباس پہننا چاہیئے کو ثابت کرنے کے بنائی گئی ہے۔ان کی بیان کردہ احادیث کے چند نمونے ہیں جن سے ان کی کتابیں بھری پڑیں ہیں جیسے قشیری کی کتاب الرسالۃ اس میں اس نے صحیح ،ضعیف اور موضوع ہر طرح کی احادیث روایت کی ہیں اور فضل بن عبس الرقاشی سے روایت کرتا ہے جبکہ وہ احادیث میں بالکل کمزور اور نا اہل تھا❷۔

مزید عجائب کے لئے احیاء القلوب ملاحظہ ہو جس کے مطالعے سے معلوم ہو جائے گا کہ انہیں علم وفقہ وحدیث سے کچھ لگاؤ نہیں ہے بلکہ یہ سب انہوں نے دیوار پر دے مارا ہے۔

# تیسری بحث: ہڈحرامی اور بگاڑ

ابتداء صوفیاء عبادت وریاضت میں واقعی سچے تھے اگر چہ ان کے بعض اعمال خلاف سنت بھی تھے جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں اس کے بعد ایسے لوگ آئے جنہوں نے تکیے اور مسندیں بنائیں اور عیش وآرام کی دوکانیں ( آستانیں ) کھول کر بیٹھ گئے محنت مزدوری سے جان چھڑا کر کھانے پینے اور رقص وسرور اور ڈھول ڈھمکے میں مست ہو گئے اور ہر ظالم وفاجر سے دنیا کی بھیک مانگنے لگے بشر المریسی کی بھوک اور سری کا خوف خداوندی اور جنید کی مشقت کو کنارے لگا دیا ( ملاحظہ ہو تلبیس ابلیس ) جبکہ محض عبادت اور

---

❶التصوف از زکی مبارک:44/1۔ ❷فتاوی:680/10۔

تنہائی کی غرض سے بھی اس طرح کے آستانے (یعنی انسانی آبادی سے الگ جانے تنہائی یا انسانی آبادی میں رہتے ہوئے بالکل الگ تھلگ جگہ جس طرح راہب کی کٹیا ہوتی ہے) بنا کران میں تکیے لگادینا بدعت ہے کیونکہ مسجدیں بنا کران میں تکیے لگا دینا یہ عیسائی راہبوں کی کٹیاؤں سے مشابہت ہے ۔بعض صوفیاء سے جب کہا جاتا کیا تو اپنا جبہ بیچے گا تو وہ کہتا ہے اگر شکاری اپنا ہتھیار بیچ دے تو پھر شکار کیسے کرے گا امام محمد حسن الشیبانی صوفیاء کے اس طرز عمل سے بڑے حیران ہوتے کہ کیسے یہ لوگوں کے ہاں حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر کھانے جاتے ہیں ❶۔

صوفیاء یہ بھول گئے یا بھولنے کا ڈرامہ کرنے لگے کہ اسلام اس طرح ہڈ حرامی اور سستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کونے کھدروں میں جانے سے منع کرتا ہے اور زھد یہ ہے کہ لوگوں سے لاتعلق ہو جایا جائے اور ان سے ان کے اموال میں سے کسی بھی شئے کا سوال نہ کیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سوال کرنے سے منع کیا ہے اور محنت مزدوری کا حکم دیا ہے:

ارشاد فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے ❷۔

نیز فرمایا: ''اگر کوئی لکڑیوں کا گھٹا اپنی پیٹھ پر رکھ کر اسے بیچ آئے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے اور وہ اسے دے بھی دے'' ❸۔

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تیل کے تاجر تھے اور ابوحنیفہ کپڑا فروخت کرتے تھے یہ بڑے علماء زہاد اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔

ابتداء صوفیاء عورتوں سے شادی نہ کرتے اور اس پر سختی سے کاربند رہتے مگر بعد کے صوفیاء عورتوں سے میل جول کرنے لگے اور مریدہ کو بھی طریقت میں اور ذکر کی مخلوط محافل میں شامل کرنے لگے کیونکہ باطنیت کے نظریہ اباحیت (یعنی ہر شئے حلال کو جائز ہے حتیٰ کے محرمات بھی) سے بہت قریب تھے کیونکہ نظریہ وحدت الوجود جو بعد کے صوفیاء میں مکمل پھیل چکا تھا وہ اس اباحیت کی راہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ

❶الکسب:44۔ ❷نسائی باب الزکاۃ:60/3۔ ❸نسائی باب الزکاۃ:93/3۔

ثواب وعقاب کا تصور تو ناممکن ہو گیا تو اچھائی کی صورت میں کون ثواب دے گا اور برائی کرنے پر کون سزا دے گا؟ جبکہ انسان خود ہی اللہ کا جزء ہے۔ یہ اخلاقیات کی جڑیں تک اکھاڑ پھینکنا ہے اسی لئے بعض صوفیاء اخلاقی گراوٹ والی اور انتہائی گھٹیا زندگی گزارتے تھے ❶۔

ابن فارض جو نظریہ وحدت الوجود کے اکابرین میں سے ہے قریبی بستی بہنساء میں کچھ کنجریاں تھیں جن کے پاس وہ جاتا تھا اور وہ اسے گا کر سناتیں اور وہ عالم وجد میں دف کی تھاپ پر نوجوان لڑکیوں کے ساتھ ڈانس کرتا ❷۔

بعض معتدل صوفیاء اس صورتحال سے ناخوش تھے جیسے شیخ ابوسعید اعرابی اپنی کتاب ''طبقات انسان'' میں کہتا ہے: اس علم کے متعلق کلام کرنے والوں میں آخری جنید تھے ان کے بعد ایسے لوگ رہے جن کے تذکرے سے شرم آتی ہے ❸۔

نیز سہل التستری کہتا ہے: 300 ہجری کے بعد ہمارے اس علم کے متعلق کلام کرنا جائز نہیں کیونکہ پھر ایسے لوگ آئے جو لوگوں کے سامنے بنتے تھے ❹۔

لیکن صوفیاء اپنے اس بگاڑ کے ساتھ بڑھتے ہی رہے اور مانگنے والے اور چاپلوسی بن گئے گویا بکری کی کھال میں بھیڑیے۔

# چوتھی بحث: سماع اور ذکر

ابتداء صوفیاء محفل سماع میں حاضر ہوتے جو کسی ایک خاص مکان میں منعقد ہوتی اور ایک اچھی آواز والا کچھ موسیقی کے ساتھ گا کر ایسے اشعار سناتا جس نے دل نرم ہو جاتے اور ان میں زہد کی ترغیب ہوتی پھر نرمی کرتے ہوئے وہ غزل اور لیلیٰ اور سعدیٰ کے تذکرے گانے لگے اور کہتے یہ کہ ہماری ان سے مراد

---

❶التصوف از زکی مبارك :155/1 نیز الملل والنحل از ابن حزم :226/4۔ ❷جلاء العینین از آلوسی:75۔ ❸الحفارة الاسلامیه از آدم متز:39/2۔ ❹الحفارة الاسلامیه از آدم متز:39/2۔

اللہ کے رسول ہیں یہ گانے مطلق اور غیر معین محبت کا ہیجان پیدا کرتے چنانچہ ہر ایک اپنے دل کی ماننے لگا خواہ ملک وہ قوم کی محبت ہو یا عورتوں سے عشق۔

اس طرز کو انکے لئے مباح قرار دینے والے ابو حامد الغزالی اور ابو عبدالرحمٰن السلمی وغیرہ ہیں ان کے دلائل نہایت کمزور تھے ان پر بہت سے علماء نے رد کیا جیسے ابن جوزی اور ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں خوب رد کیا۔حقیقت اپنی جگہ ہے کہ امت مسلمہ ایک معتدل امت ہے اور اس گانے کو وہی حلال قرار دیتا ہے جو اسلام کو صحیح طور پر سمجھ نہ پائے۔

معاملہ صرف ان قصائد تک نہ رہا بلکہ ڈھول ڈھمکے کے ساتھ رقص کرتے ہوئے اللہ کا ذکر کرنے تک جا پہنچا جب ''حضرۃ (مراد اجتماعی محفل بنا کر رقص کرتے ہوئے اللہ کا ذکر کیا جائے ) منعقد ہوتی تو پہلے آہستہ آہستہ لفظ اللہ کا بیک وقت ورد کیا جاتا لیکن جوں جوں رقص میں تیزی آتی اور شیطان ان کے سروں پر منڈلانے لگتا ان کی چیخیں انتہائی بلند ہو جاتیں اور لفظ اللہ کے بجائے لفظ ھو کا ورد ہونے لگتا اس کے بعد سوائے شور شرابے کے کچھ سنائی نہ دیتا ناس شہوانی چیخ و پکار میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ۔درحقیقت یہ یہود کی اتباع ہے ان کے عہد قدیم کے گانوں میں یہ بھی ایک ہے کہ:''صہیونی بچے اپنے بادشاہ کو خوش کریں اور دف کی تھال اور عود کی بو میں رقص کرتے ہوئے اس کا نام لیں رباب کے سُروں پر اس کی تسبیح کرو، بلند جھنکار پر اس کی تسبیح کرو'' [1]۔

قاضی عیاض کی ''ترتیب المدارک'' میں ہے کہ:تنیسی کہتا ہے:ہم امام مالک بن انس کے پاس تھے ان اردگرد ان کے شاگرد تھے کہ اہل نصیبین میں سے ایک شخص کہنے لگا:ہمارے ہاں کچھ لوگ ہیں جنہیں صوفیاء کہا جاتا ہے وہ کھاتے بہت ہیں اور پھر قصائد گاتے ہیں پھر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگتے ہیں ؟امام مالک نے کہا کیا وہ چھوٹے بچے ہیں؟اس نے کہا نہیں امام صاحب نے فرمایا: کہ وہ پاگل ہیں اس نے کہا نہیں وہ مشائخ اور باشعور ہیں امام صاحب فرمانے لگے:میں نے کسی مسلمان کے بارے

[1] هذه هی الصوفية:143۔

میں نہیں سنا کہ وہ ایسا کرتا ہو[1]۔

ان کے ان حرکتوں کی وجہ یہ بھی ہے کہ نفس انسانی اپنی خواہشات کو دین، ذکر، اور حضرہ (محفل سماع ورقص) کے نام سے چھپاتا ہے کیونکہ اگر کبھی اس کا پول کھل بھی جائے تب وہ نافرمانی ہی کہلائے گی جو کہ بدعت سے کم خطرناک ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ذاکرین کو اطمینان قلب، خشوع وخضوع اور سری ذکر کرنے کی صفات سے موصوف کیا ہے سلف صالحین جب قرآن سنتے تو ان کے دل دہل جاتے اور رونگٹے کھڑے ہوجاتے جبکہ یہ رقص وطرب اس کے برعکس ہے اللہ نے جب عبادت کا حکم دیا تو یہ نہیں فرمایا کہ جانوروں کی طرح کھاؤ پھر رقص کرنے لگو بلکہ یہ رقص جسے وہ ذکر کہتے ہیں اور اسی طرح کی تمام امور عقل اور دین دونوں اعتبار سے قبیح ترین ہیں بلکہ یہ تمام مسلمانان عالم کے لئے باعث شرم ہیں جیسا کہ شاعر ان کے متعلق کہتا ہے:

| | |
|---|---|
| الا قل قول عبد نصوح | وحق النصيحة ان تستمع |
| متى علم الناس فى ديننا | بان الغناء سنة تتبع |
| وان ياكل المرء اكل الحمار | ويرقص فى الجمع حتى يقع |
| وقالوا: سكرنا بحب الاله | وما اسكر القوم الا القصع |
| ويسكره النـاي ثم الغنا | و(يسن) لو تليت ما ا نصدع |

ترجمہ: ''خبردار خیر خواہ بندے والی بات کر نصیحت کا حق ادا کرتا کہ تیری بات کی طرف توجہ دی جائے جب لوگوں (یعنی غیر مسلمین) کو پتہ چلے گا کہ ہمارے دین میں گانا گایا جاتا ہے گدھوں کی طرح کھانا کھایا جاتا ہے اور اکھٹے ہوکر رقص کیا جاتا ہے اور وہ (صوفیاء) یہ کہتے ہیں کہ ہم معبود کی محبت میں مست ہوجاتے ہیں جبکہ انہیں بانسری پھر گانا بجانا مست کردیتا ہے اور پھر اگر ان پر قرآن پڑھا جائے تب بھی

---

[1] ترتيب المدارك: 5/4 حقائق عن التصوف کے مؤلف نے ناکام کوشش کی ہے کہ امام مالک اور امام شافعی صوفیاء کی تعریف کیا کرتے تھے جبکہ وہ ان سے بیزار تھے۔

ختم نہیں ہوتا[1]۔

# پانچویں بحث: صوفیاء اور جہاد

ابتدائی مسلمانوں کو جہاد کی تربیت دی جاتی تھی و باطل سے ٹکرانے اور حق کا دفاع کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے لئے ہمہ تیار رہتے تھے اس طرح وہ اللہ کے احکامات نافذ کرتے تھے اگر شر کو خیر سے دور نہ کیا جائے تو زمین بگاڑ کا شکار ہو جائے سلف صالحین سرحدوں کا پہرہ دیتے تھے تا کہ فضیلت جہاد کو حاصل کر سکیں مثلاً امام احمد بن حنبل اور امام عبداللہ بن مبارک انہوں نے فضیل بن عیاض کو لکھا اور اسے سخت سست کہا کہ وہ مکہ میں عبادت میں مشغول ہے اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت میں شریک نہیں ہوتا یہ قصہ مشہور و معروف ہے تو اس اہم موضوع سے متعلق صوفیاء کا کیا نظریہ ہے؟

① ابو حامد الغزالی نے ''احیاء العلوم الدین'' اس وقت لکھی جب صلیبی شام پر قابض تھے اس نے اس میں اس اعمال قلوب سے متعلق سب کچھ لکھا مگر جہاد کے متعلق ایک سطر بھی نہیں لکھی۔

② جہاد سے جان چھڑانے کے لئے اپنی عادت کے مطابق وہ ایک موضوع اور ضعیف حدیث پیش کر دیتے ہیں کہ ''ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف پلٹ آئے ہیں'' اور جہاد اصغر سے قتال فی سبیل اللہ اور جہاد اکبر سے جہاد بالنفس مراد لیتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ تو کچھ اور ہی کہتی ہے اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے اس میں واضح مغالطہ دیا گیا ہے جبکہ ''جہاد فی سبیل اللہ'' سے بڑھ کر اور جہاد بالنفس کیا ہو سکتا ہے اس سب کا مقصد محض مسلمانوں کو جہاد سے روکنا اور جہاد سے جان چھڑانا ہے۔

③ وہ اس سلسلے میں اللہ کی تقدیر کونی کو دلیل بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دشمن، بیماری اور فقر اللہ نے جو بھی مقرر کیا ہے اس پر راضی رہنا چاہیئے اس لئے وہ ظالم حکمرانوں میں جا گھستے تھے اور کہتے کہ: اللہ

---

[1] اغاثة اللهفان از ابن قیم۔

یہی چاہتا ہے ہم اللہ کے ارادے کی کس طرح مخالفت کریں لہٰذا ہر وقت حکمرانوں کی سیوا کرتے رہتے خواہ وہ مومن ہوتا یا کافر صدیق ہوتا یا زندیق❶۔

مگر وہ یہ بھول گئے کہ تقدیر کونی سے تقدیر شرعی کے ذریعے تعرض کیا جاسکتا ہے مثلاً بیماری کا علاج دوا سے اور دشمن کا علاج جہاد سے۔

④ آج کل جبکہ اکثر اسلامی ممالک پر امریکہ برطانیہ اور فرانس کا تسلط ہے اکثر صوفیاء اپنے اذکار واشغال میں اس طرح جتے پڑے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں بلکہ یہ سوریا (شام) میں برطانوی نمائندے جنرل سیبرس کے لئے مولوِیت (یہ صوفیاء کا ایک فرقہ ہے جو جلال الدین رومی کی طرف منسوب ہے ان کا شیخ لمبی سی ٹوپی پہنتا ہے) کے طریق پر محفل ذکر کا اہتمام کرتے ہیں اس محفل میں اسے ان کا شیخ ہاشم عطیہ (جو کہ طریقہ سعیدیہ اور بدریہ دونوں کا شیخ ہے) دعوت دیتا ہے اور پھر اشعار پڑھے جاتے ہیں اور مولویت کا افتتاح کیا جاتا پھر گھر کا مالک اس کا اور اس کے دیگر رفقاء کا نام لے کر تقریر کرتا اور جمہوری صدر اور بادشاہ جارج سادس اور مسٹر چرچل اور جنرل سیبرس کی تعریفیں کرتا آخر میں جنرل کلمات تشکر ادا کرتا❷۔

نیز الجزائر جہاں فرانس صوفیہ کے مختلف طریقوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ انہیں محفل اذکار منعقد کرنے اور اپنی عید کے موقعوں پر طبلوں اور جھنڈوں کے ساتھ نکلنے کی کھلی چھوٹ بھی دیتا ہے اسی لئے وہاں آبادکاروں اور صوفیوں کی ریفارمرز (مصلحین) کے مدمقابل حمایت کی جاتی ہے❸۔

یہ لوگ وہاں کے علماء کے اجتماعات میں حکومت فرانس اور علاقائی ناظم کے جاسوس بن کر جاتے تھے لیکن علماء انہیں وہاں سے نکال دیتے (ایضاً)۔یہی وجہ ہے جزائر میں احیاء اسلام کے داعی شیخ عبدالحمید بن بادیس نے سب سے پہلے صوفیوں کے خلاف لڑائی لڑ جبکہ وہ شہر قسنطیہ میں ایک بہت

---

❶فتاوی:101/2۔ ❷یومیات الجلیل از خلیل مردم بك : 62۔ ❸رسالة الشرك ومظاهره از مبارك المیلی نیز ملاحظہ ہو مجلة الوطن العربی 09-11-1948 میں تحریک اصلاح جزائر اور اجنبی جاسوسوں کے متعلق محمد المیلی کا مقالہ۔

بڑے مجمع میں قرآن کی تفسیر بیان کررہے تھے ایسے ہی امیر عبدالقادر الجزائری نے فرانس کے خلاف جنگ کی لیکن صوفیت سے متاثر ہونے کی بناء پر جنگ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی اور قبضہ فرانس کے خلاف بغاوت کے دوران ہی شیخ اپنے بیٹے کو کمان سونپ کر علیحدہ ہوگئے کیونکہ ان کا فرانس سے معاہدہ تھا کہ تاحیات ان کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائیں گے ❶۔

اور جب انہیں دمشق میں جلاوطن کردیا گیا اور وہ وہاں جا کر رہنے لگے تو پھر سے وہاں ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود سے بھر پورافکار کی نشر واشاعت پیش پیش رہنے لگے۔ ہندوستان میں 1857 کے انقلاب کے بعد جب مسلمان انگریز کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے اس انقلاب میں مسلمان علماء کی کثیر تعداد شہید کردی گئی جن میں محدث حسن دہلوی بھی تھے اس دور میں احمد رضا خان بریلوی طریقہ بریلویت کا بانی ایک مستقل کتاب بنام اعلام الاعلام بان ھندوستان دارالاسلام (یعنی سب سے بڑا اعلان کہ ہندوستان دارالاسلام ہے) لکھتا ہے: اور اس میں ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتا ہے جو برطانیہ کی خدمت کرے اور اس میں کفار کے خلاف جہاد نہ کیا جائے پھر صراحتاً کہتا ہے: قرآنی نصوص کی رو سے ہم مسلمانان ہند پر جہاد فرض نہیں اور جو ایسا کہے وہ مسلمانوں کا مخالف اور انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے ❷۔

یہی وجہ ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ صوفیاء کے متعلق فرماتے ہیں: صوفیاء جہاد سے اوروں کی نسبت زیادہ دور ہیں حتی کہ عوام الناس میں ہمیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے محبت کرنا اور محارم اللہ پر غیور ہونا اور غضبناک ہوجانا بکثرت ملتا ہے مگر ان میں ذرا بھی نہیں ملتا بلکہ اکثر صوفیاء جہاد کو اسلام میں نقص اور عیب تصور کرتے ہیں ❸۔

ان کا یہ کہنا ہے کہ ذکر وتدبر اور فناء وبقاء ہی اصل اور اہم ہے صوفیاء کے مذکورہ افعال واقوال ذکر کرنے

---

❶حاضر العالم الاسلامی از شیکب ارسلان:172/2۔ ❷البریلویه از علامه احسان الٰهی ظهیر رحمه اللّٰه:43۔ ❸الاستقامة از ابن تیمیة رحمه اللّٰه رحمة واسعة:268/1۔

کے بعد ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ صوفیانہ طرز تربیت فکر جہاد وقتال سے بہت دور ہے کیونکہ ان کے نزدیک روحانی ریاضتیں ہی اصل دین ہیں اور یہ ریاضتیں اس وقت تک ختم نہیں ہوتیں جب تک وہ درجہ فناء تک نہ پہنچ جائیں اور جب وہ فناء ہو جائے گا تو جہاد کیسے کرے گا؟

یہ ان کی عام اور غالب حالت ہے وگرنہ بعض صوفیاء نے ظالم کے خلاف موافقت بھی کی ہے لیکن ان کی اکثریت ظالم کی حامی ہی رہی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جب مسلمان سیاسی طور پر کمزور ہوئے تو صوفیوں کا کوئی نہ کوئی شعر ضرور سامنے آتا ہے [1]۔

# آج کل کے صوفیاء

کیا صوفیاء بدل گئے اور کچھ ہم نے ان کے متعلق سابقہ صفحات میں لکھا ہے مثلاً وحدت الوجود، مشائخ میں غلو، اقطاب واوتاد، بدعات ومعصیات کیا انہوں نے یہ سب چھوڑ دیا؟ حقیقت یہ ہے کہ اب بھی وہ ان تمام خرافات وبکواسیات کو مکمل طور پر تھامے ہوئے ہیں اور ان افکار کو عالم اسلام میں پھیلا رہے ہیں جیسے شاذلیت، نقشبندیت، رفایت، قادریت، تیجانیت، بریلویت، سہروردیت......وغیرہ ان صوفیاء میں وہ جاہل عوام بھی شامل ہیں جو اجتماعی ذکر وسماع اور حضرت صاحب کی برکات کے سوا ان کے متعلق کچھ نہیں جانتے ان میں سے بعض غالی بھی ہیں جو ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود مانتے ہیں ان میں بعض فقیہ علماء بھی ہیں جن کے لئے ان کی طرف نسبت کرنا مجبوری ہے وگرنہ وہ نامکمل اور ناقص رہتے ہیں چنانچہ ضروری ہے کہ مذہب میں شافعی اور طریقت میں شاذلی ہو......علی ہذا القیاس۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایسے علماء اگرچہ ان کے ماحول میں چلتے ہیں مگر ان کے تمام عقائد تسلیم نہیں کرتے لیکن رسم ورواج کو توڑنے سے ڈرتے اور گھبراتے ہیں۔

ایک صوفی مکہ میں مسجد حرام میں قبلہ رخ بیٹھا کرتا تھا لیکن اس کے مرید مکمل خاموشی سے اپنے پیر کی

[1] اسرار ورموز از محمد اقبال مترجم عبدالوهاب عزام۔

طرف متوجہ ہوتے کیونکہ ان کے لئے پیر کا درشن بھی عبادت ہے جبکہ وہ درس بھی نہیں دے رہا ہوتا۔ اور جونہی وہ مجلس سے اٹھتا وہ اس کی طرف لپکتے ایک اس کی جوتیاں اٹھاتا تو دوسرا اس کی لاٹھی اور اس کے پیچھے ایسے چلتے جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو کیا یہ اسی تربیت کا شاخسانہ نہیں جس کے متعلق ہم گفتگو کر آئے ہیں۔

شام ہی کا ایک اور پیر اپنے مریدوں میں شاذلی ''اوراد'' تقسیم کرتا جن کا پہلا حصہ ہمیشہ یہ ہوتا کہ: ''یا اللہ مجھے توحید کے حالوں میں کھینچ لے اور مجرد وحدت میں غرق کر دے'' کیا یہ عین وحدت الوجود نہیں؟ اور جامعہ ازہر کے سابق شیخ عبدالحلیم محمود نے اپنے آقا ابوالعباس المریسی کے متعلق کتاب لکھنی چاہی تو پہلے بدوی کی قبر پر جا کر اجازت چاہی اجازت ملی تو کتاب لکھی (اس کی کتاب کا مقدمہ ملاحظہ ہو) اور پھر اسے ہندوستان میں کسی مزار کی زیارت اور وہاں محفل ذکر وسماع میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ چلا جاتا ہے کیا اسے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کیا صوفیاء نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے تو وہ کیوں آپ کے احکامات کی پابندی نہیں کرتے جب کہ آپ سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں یہ خواہش ہی ہے جو ان کی عقل اور دین دونوں کا ستیاناس کر دیتی ہے۔

طریق رفاعی کے مریدوں کا اب بھی یہ طریقہ ہے کہ وہ محفل ذکر وسماع میں جا کر اپنے جسم کو تیز گرم آلے پر مارتے ہیں اور جب اثر نہیں ہوتا تو وہاں موجود اسے اس کی کرامت مانتے ہیں اور اگر وہ فاسق ہوتا ہے تو کہتے ہیں یہ شیخ طریقت کی کرامت ہے۔

جب آپ شام کے شمالی حصوں میں جائیں یا مصر یا مغربی ممالک میں تو وہاں اس رفاعی طریق کی پہلوانیت کو ملاحظہ کریں گے اور مصر میں بدوی یا حسین کے میلاد میں کیا کچھ نہیں ہوتا ڈھول کی تھاپ اور سارنگی کی سروں پر ڈانس ہوتا ہے مرد وزن کا اختلاط ہوتا ہے فرائض کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی اس سے اہل اسلام پشیمان ہیں ان کا دین اس سے بری ہے جامعہ ازہر اس کے برابر میں ہی ہے لیکن کوئی روکنے

والانہیں مسجد حسین میں نماز ہوتی ہے لیکن محفل میں شرکت کرنے والے نماز نہیں پڑھتے کیونکہ وہ اس لئے تھوڑی ہی آتے ہیں بلکہ وہ تو محفل حسین میں شریک ہونے آتے ہیں نہ کہ نماز پڑھنے۔

مصر میں تمام طریقوں کا ایک بڑا شیخ ہے صوفیاء کا مجلّہ شمارہ نمبر 57 میں ہے کہ طریقہ حامدیہ اور طریقہ شاذلیہ نے اپنے آقا ابراہیم سلامہ الراضی کے تذکرے کے لئے ایک بہت بڑی محفل کا اہتمام کیا جس میں شیخ المشائخ کو حاضری کی دعوت دی لیکن انہوں نے معذرت کرلی کہ وہ بدوی کی محافل میلاد میں مشغول ہیں اور پھر اس کا اگلا شمارہ عید میلاد کی محافل کے ذکر سے بھر پڑا تھا......ان کے دن رات اسی طرح کی محفلوں اور تقاریب میں گزرتے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتیں ہر طریق کی اپنی محفلیں ہیں......

مصر میں کس قدر لطیفے ہیں لیکن ان پر ہنسنے کے بجائے رونا آتا ہے۔افریقہ میں تو نہایت ہی برا حال ہے وہاں کے مغربی حصے پر خاص طور پر سینیگال میں طریقہ تیجانیہ پورے طور پر چھایا ہوا ہے اور ان کے بے عقلی اور گمراہی کے لئے کافی دلیل طریقہ تیجانیہ کے بانی کا یہ قول ہی ہے: جس نے جمعہ اور پیر کو ہماری زیارت کی وہ جنت میں بلا حساب داخل ہوگا❶۔

نیز کہتا ہے: میں نے نبی ﷺ سے سفارش کی کہ جو بھی مجھ سے ورد سیکھ لے آپ اس کے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادیں❷۔

کیا یہ بے راہ روی اور شرعی ذمہ داریوں سے فرار کا دعویٰ نہیں؟

مشرق میں بھی حالت بری ہے ہندوستانیوں (و پاکستانیوں) کو مبالغہ آمیز اور عجیب وغریب قصے سنا سنا کر دھوکہ دیا جاتا ہے اور وہاں بریلویت پاکستان تک پھیل چکی ہے وہاں اس کے ماننے والے بہت سے بے وقوف اور احمق ہیں اور اس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں غلو اور عقیدہ اہل السنۃ کی مخالفت ہے (ان کے متعلق استاذ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے ''البریلویہ عقائد وتاریخ،، لکھی ہے اس میں ان کے فساد وگمراہی کا خوب پول کھولا ہے) اس طریق کا بانی احمد رضا عقیدہ توحید سے دور منہج

❶التیجانیۃ از علی دخیل اللہ:238۔ ❷التیجانیۃ از علی دخیل اللہ:238۔

صوفیاء کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے: جب تم میدان میں ہوتو اصحاب قبور سے مدد لو ❶۔
نیز رسول اللہ ﷺ کے متعلق غلو کرتے ہوئے کہتا ہے: نبی ﷺ ہر جگہ تصرف رکھتے ہیں وہ ساتوں زمینوں کے بادشاہ اور لوگوں کے مالک ہیں ❷۔

لیکن ہندوستان کے مسلمانوں یعنی اہل الحدیث کا دشمن تھا انہیں گالیاں دیتا اور شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ جیسے قائد کو گالیاں دیتا جو سکھوں کے خلاف ایک معرکے میں شہید ہوئے۔

آخر میں ایک سوال ضروری ہے کہ استشراقی حلقے صوفیت کو اس قدر اہمیت کیوں دیتے ہیں؟ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ صوفیت سے متعلق جدید مباحث کا منبع مستشرقین ہیں جو صوفیت کے موضوعات پر حاشیے لکھتے ہیں اور اس سے متعلق کتب چھپوا کر تقسیم کرواتے ہیں۔ 1854 میں المانیہ تائیہ ابن فارض کا اطالوی زبان میں ترجمہ کر دیا گیا۔ ایسے ہی 1917 میں روم میں اٹالین میں اس کا اکینتر و نے اس کا ترجمہ کیا اور 1921 میں نیکلسن نے انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا ❸۔

اور فرانسیسی مستشرق ماسینون نے اپنی پوری زندگی حسین ابن منصور حلاج کی کتب کے لئے وقف کر دی کہ جس کے واجب القتل ہونے کا علماء نے فتویٰ دیا تھا کیونکہ وہ حلول کا قائل تھا اور ماسینون نے حلاج کے متعلق تین جلدوں پر مشتمل ایک کتاب بھی لکھی ❹۔ مستشرقین نے فقط ''صوفیت'' اور ان میں غالی صوفیاء کو منظر عام پر لانے کا اہتمام نہیں کیا بلکہ دیگر تمام فرقے جیسے معتزلہ، شیعہ اور خوارج کی بھی مکمل سرپرستی کرتے ہیں دراصل وہ مسلمانوں کی درخشندہ تاریخ کا ایک دوسرا اور بھیانک رخ مسلمانوں کے سامنے لانا چاہتے ہیں اور اس کے ذریعے مسلمانوں کو اسلام سے متنفر کرنا چاہتے ہیں

---

❶ البریلویة:60۔ ❷ البریلویة:69۔ ❸ تاریخ التصوف از بدوی: 30۔ ❹ (دیوان حلاج کی شرح کے مقدمے میں کامل مصطفیٰ الشیبی لکھتا ہے کہ: قیس سریانی عراقی جواب پیرس میں مقیم ہے اور جسے دھان الموصلی کہا جاتا ہے اس نے بتایا ہے کہ مستشرق لویس ماسینون نے 1953 کے موسم بہار میں اس کی ذمہ داری لگائی کہ حسین بن منصور حلاج کی روح کو ایصال ثواب کے لئے اس کی وفات کے دن دارالحکومت فرانس کے اس گرجے میں جس کا میں آفیسر ہوں نماز پڑھے موصلی کہتا ہے کہ میں اس کا مطالبہ سن کر دنگ رہ گیا اور میں نے کہا کہ حلاج تو مسلمان تھا تو وہ کہنے لگا حلاج صوفی تھا روحانی شخصیت تھا اور مختلف مذاہب اس کے نزدیک اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ ملاحظہ ہو مجلّہ حوادث نمبر 1420 میں مقالہ جسے جہاد فاضل نے لکھا ہے)

حالانکہ ہم اس صوفیت وتفرقہ بازی کو اسلام کی تاریخ تو کیا اسلام کا حصہ بھی نہیں مانتے چہ جائیکہ اسے وہ اپنے مقاصد مذمومہ کے لئے استعمال میں لاسکیں کسی فرد کی برائی اسلام کو برا نہیں کرسکتی۔

# اختتامی کلمات

آخر میں آپ کو شدت سے انتظار ہوگا کہ آخر ہمارے بیان کردہ ان تمام حقائق کے پیچھے وہ کون سے محرکات کارفرما تھے جس نے تفرقہ بازی کی آگ کو ہوا دی اور صراط مستقیم سے دوری میں اضافہ ہوتا گیا اور لوگ منہج اہل السنۃ والجماعۃ سے اعراض کرنے لگے اس کے لئے ہم چند مشترک عوامل ومحرکات کا تذکرہ کریں گے کہ جس نے صوفیت کو حالیہ صورت تک پہنچایا ہے اور اسے ایسی بنیادیں فراہم کیں جن کی بناء پر وہ دیگر فِرَق سے ممتاز ہوگئی اس طرح ایک مسلمان کے لئے خیر اور شر میں تمیز اور فرق کرنا اور عصر حاضر کے حقائق اور اس کے داعیان حق کو داعیان باطل سے الگ کرنا آسان ہوجائے گا ان عوامل کو ہم مختصر طور پر بیان کریں گے

① **شرعی علوم سے نامکمل واقفیت:** ابن جوزی فرماتے ہیں: شیطان نے انہیں سب سے پہلے اس فریب میں مبتلا کیا کہ وہ کہنے لگے کہ مقصد عمل ہے اور ہم ہمہ وقت اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں دنیا کو چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہوچکے ہیں۔ یہی تصور بتدریج علم کے روشن چراغ کو بجھانے لگا تا آنکہ وہ علم شرعی سے اعراض کرنے لگے جبکہ وہی صحیح عمل کی بنیاد ہے جیسے فقہ، حدیث اور تفسیر کے علوم ان پر جہالت چھا گئی نتیجتاً وہ بدعات وخرافات میں پڑ گئے اکثر صوفیاء کی عبادات خاص کی عام صوفیاء کی بدعات ہیں اس کی وجہ وہ مغالطے ہیں جو ان مشائخ ان کے لئے مزین کرکے پیش کرتے رہے۔

② تاویل وتحریف: تمام فرقوں کی مشترکہ مصیبت ونصوص کے ظاہر ومتبادر (یعنی ظاہری مفہوم) سے اعراض کرتے ہیں اور ان کی ایسی تحریف وتاویل کرتے ہیں جو نصوص سے مناسبت نہ رکھتی

حتی کہ وہ ان سے اپنے باطل اقوال ونظریات ثابت کرنے لگتے جیسا کہ شریعت وحقیقت (طریقت) کی بحث میں قرآنی تاویل وتحریف کی بہت سی مثالیں ملاحظہ کر چکے ہیں انہیں یہ دھوکہ دیا گیا کہ یہ تاویل وتحریف آیت قرآنی کا مفہوم مخالف ہے (یعنی باطنیت) جس کا ادراک صرف خواص ہی کر سکتے ہیں جبکہ یہ باطنیت اوراہل کتاب کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے: **من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعه.** (یعنی) یہود جو کلمات (احکامات) کوان کے مقامات (درست معانی) سے بدل ڈالتے ہیں۔ (النساء: 46)

③ **مشائخ (پیرصاحبان) کے متعلق غلو:** اقطاب، اوتاد، اولیاء، کرامات اور ان سے متعلق صوفیانہ عقائد، اوراسی طرز کی پسماندہ صوفیانہ تربیت جس میں مرید اور شاگرد کو پیر اور صاحب طریقت اور شیخ کے سامنے بالکل ہی ذلیل وحقیر کر دیا جاتا ہے ان امور سے متعلق گفتگو میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں یقیناً یہ تصوف کی سب گھٹیا صفت ہے اور شیعہ اور نصاریٰ سے مشابہ ہے شیعہ اپنے اماموں اور نصاریٰ مسیح علیہ السلام کی ذات میں اسی طرح کا غلو کرتے ہیں اور انہیں مرتبہ الوہیت پر فائز کرتے ہیں یہی وہ عمل ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرایا اور بچایا ارشاد فرمایا: لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی ابن مریم انما انا عبداللہ ورسوله. میرے بارے میں غلو نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں غلو کیا درحقیقت میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہو (بخاری)۔ اگر ہمارے علماء میں کوئی مفسد ہے تو وہ یہود کے مشابہ ہے اور اگر ہمارے عابدین میں کوئی مفسد ہے تو وہ نصاریٰ سے مشابہ ہے اور حق پر وہ ہے جسے اللہ توفیق دے اور غلو یہود ونصاریٰ کی مشابہت سے نجات دے۔

④ **منہج سلف صالحین سے دوری:** صوفیانہ بدعتی اعمال واعتقادات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اہل السنة والجماعة اور صحابہ وتابعین کے منہج عمل وعقیدہ سے دور ہو گئے مقام سلفیت سے گر پڑے اگرچہ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ صوفیاء سمجھتے ہیں کہ اہل السنة صرف سطحی اسلام کو جانتے ہیں جبکہ ان کے مشائخ

حقیقی اسلام کو اسی لئے وہ ان اقوال واعمال سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں جن سے ان سے پہلے والے نہیں کر سکے اور وہ ان مراتب تک جا پہنچے جن تک ان سے پہلے والے سابقین اولین نہیں پہنچ پائے لہٰذا اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ بوقت اختلاف منہج صحابہ وتابعین کی طرف رجوع نہ کرتے اور امت کے بہترین طبقے سے استفادہ کرنے سے محروم کر دیئے گئے۔

⑤ **تصوف اور تشیع کے مابین تعلق:** صوفیت کا شیعیت سے بڑا گہرا رشتہ ہے ان دونوں کا دھیان صحابہ میں سے علی بن ابی طالب اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما پر ہی رہتا ہے جو کہ صوفیاء کے نزدیک سب سے پہلے قطب ہیں ❶۔

اور صوفیاء کی اقطاب اور اوتاد کی تقسیم بھی اسماعیلیت اور شیعیت سے مشابہت کی بنیاد پر ہے ❷۔ ان دونوں فرقوں (صوفیت اور شیعیت) کے رونما ہونے کی وجوہات اور ان کے مزاج قریب قریب ہیں شیعہ سیاسی میدان میں سرگرم رہے اور صوفیہ میدان زندگی میں اور تمام مسلمان اقوام میں سب سے زیادہ صوفی اہل فارس میں ہوئے ❸۔

صوفیاء نے زندگی سے متعلق عقیدہ بھی بعض ان شیعہ سے لیا جو مہدیت کے قائل تھے کہ وہ اب تک زندہ ہیں۔ ابن حزم فرماتے ہیں: بعض بے وقوف صوفیاء بھی اسی راہ پر چلے اور کہتے ہیں کہ الیاس اور خضر علیہما السلام ابھی تک زندہ ہیں ❹۔

سلمی نے اپنی تفسیر میں ان مخالف منہج صحیح تفسیری روایات پر اعتماد کیا ہے جو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جب شیعہ نے اللہ کے فرمان: ''**وعلى الاعراف رجال.** (یعنی) اعراف (ایک دیوار کا نام ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان ہے) پر کچھ لوگ ہوں گے '' کے متعلق کہا کہ اس سے علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں وہ اپنے مددگاروں کے نام جانتے ہیں تو سلمی نے بھی اسی

---

❶لطائف المنن:67۔ ❷ابجد العلوم از صدیق حسن خان :160/2۔ ❸التصوف از زکی مبارک:28/2۔ ❹الصلة بين التصوف والتشيع از مصطفى شيبى:136۔

رنگ میں کہہ دیا کہ اصحاب اعراف سے مراد اصحاب معرفت مراد ہیں ابن عربی نے کہا کہ: کچھ لوگ عرفاء ہیں یعنی خاص اللہ والے ❶۔

نیز سراج کہتا ہے کہ: تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے صرف علی رضی اللہ عنہ اس سے مراد ہیں کچھ معانی جلیلۃ اور اشارات دقیقہ اور توحید و معرفت اور اہل علم کی عبارت وانفرادیت کی بناء پر جن کا ادراک فقط اہل حقائق صوفیاء ہی کر سکتے ہیں ❷۔

جبکہ علی رضی اللہ عنہ باتفاق مسلمین اپنے سے پہلے خلفاء یعنی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد دیگر صحابہ سے افضل ہیں اور علماء صحابہ میں سے ہیں تو اس خاص افضلیت کا کیا معنی؟

ایسے ہی ولی کے معصوم عن الخطاء ہونے کا عقیدہ بھی صوفیاء نے شیعہ سے ہی لیا ہے جو اپنے ائمہ کو معصوم قرار دیتے ہیں لیکن پھر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اسے حفظ سے بدل ڈالا قشیری اپنے اس عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے: جان لو کہ اولیاء کی سب سے بزرگ کرامت یہ ہے کہ وہ محض اطاعت ہی کرتے ہیں اور ہر طرح کی معصیت و مخالفت سے معصوم ہوتے ہیں اور ان کی جملہ کرامات میں سے ایک یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انہیں اپنے ولی ہونے کا علم ہو ❸۔ ان عجیب وغریب رشتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ صوفیت کے تمام طریقے علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں پھر وہ ایک دوسرے کے اسی طرح وارث بنتے چلے جاتے ہیں جس طرح شیعہ کے اماموں میں میراث چلتی ہے۔ اگر یہ پیری و بزرگی مجاہدات وریاضیات کا نتیجہ ہے تو پھر کیا اس کی اولاد کا بھی پیر و مرشد ہونا ضروری ہے؟

شیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ احمد رفاعی، بدوی، ابوالحسن الشاذلی، بکتاشی، سنوسی، مہدی، ان سب کا نسب بالآخر علی رضی اللہ عنہ سے ملا دیا جاتا ہے حتی کہ غیر عربی عجمی مثلاً محمد نور بخش، خواجہ اسحاق، اور بالیم سلطان ......وغیرہ ان کا نسب بھی علی رضی اللہ عنہ سے ہی ملا دیا جاتا ہے ❹۔

---

❶الصلة بين التصوف والتشيع :191۔ ❷الصلة بين التصوف والتشيع :343۔ ❸الصلة بين التصوف والتشيع از مصطفی شیبی:386۔ ❹الصلة بين التصوف والتشيع:446۔

آخر میں یہ بتانا ضروری ہے کہ ہم نے صوفیاء کے متعلق محض اس لئے لکھا تا کہ منہج اہل السنۃ والجماعۃ کو دیگر مناہج باطلہ سے ممتاز کیا جاسکے کیونکہ اس امت کا آخر اسی منہج سے درست ہوگا جس سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی اور یہی وہ اللہ کا دین ہے جسے اللہ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر نازل فرمایا یہی سلف صالحین کا فہم تھا دیگر تمام راستے حامل نہیں وہ اس سے جدا اور الگ ہیں صوفیت کسی بھی صورت میں اسلام کا منہج نہیں قرار پاسکتی اس کی وجوہات ہم اس کتاب میں درج کر آئے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ صوفیت محض ایک راہ سلوک ہے جس میں نفس کی اصلاح کی جاتی ہے اور روح کا تزکیہ کیا جاتا ہے تو انہیں جواباً کہا جائے گا جس کے لئے قرآن کی آیات اور اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث صحیحہ طیبہ میں نفس کی اصلاح اور روح کو پاکیزگی نہ ہو اور جو ان کے ذریعے ان مقامات و مراتب کو نہ پاسکے جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں تو ان کی مخالفت کرنے والی خواہ صوفیت ہو یا کوئی اور راہ اس میں قطعاً خیر نہیں ہوسکتی البتہ ابتدائی اور قدیم صوفیاء جنہوں نے انسانی نفس اور دلی بیماریوں (یعنی بغض ،کینہ،حسد،شہوت،نفاق،کفر وغیرہ) کے علاج کے حوالے سے جو عمدہ باتیں کہیں تو یہ قابل قبول ہیں ہم انہیں صوفیاء نہیں مانتے کیونکہ صوفیت تو بدعات کے ایک مستقل سلسلے اور علم کا نام ہے اور صوفیت اختیار کرنے والے ہر شخص کے لئے ان بدعات کو اختیار کرنا ضروری ہوجاتا ہے غزالی جس نے دلی امراض کے علاج سے متعلق بہترین کلام کیا ہے وہ صوفیاء کے پھندوں کا شکار بن گیا وہ کہتا ہے: ''عارفین مجاز کی پستی سے حقیقت کی بلندی پر چڑھ جاتے ہیں اور اس امر کا دیکھ کر مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس وجود میں اللہ کے سوا کچھ نہیں'' یہ عین وحدت الوجود ہی تو ہے [1]۔

یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ منہج صوفیت کی ہماری توضیح کا یہ معنی نہیں کہ ان کے ہر فرد پر ہم نے فاسد عقیدہ وعمل ہونے کا حکم لگادیا یہاں حق باطل بہت زیادہ خلط ملط ہے ایک ہی شخص میں شر اور خیر سنت اور بدعت جمع ہیں لہٰذا ہم نے عدل کرتے ہوئے شر اور خیر دونوں کے پہلو ذکر کردیئے کیونکہ کچھ لوگ

[1] موقف العقل از مصطفی حبری:3/94۔

صوفیت کی ابتداء کی نسبت اسے صحیح راہ قرار دیتے ہیں لیکن پھر بھی ان کے حقیقی دینداری سے واقفیت ضروری ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی انہیں صغیرہ گناہ کا مرتکب سمجھ رہا ہو جبکہ اللہ کے نزدیک وہ کبیرہ ہو۔

ابن تیمیہ جنہیں صوفیاء کا سب سے بڑا دشمن سمجھا جاتا ہے جب صوفیت اور متکلمین میں تقابل کا مسئلہ آتا ہے تو متکلمین کی جدل ونظر کے مقابلے میں صوفیاء کے عمل وعبادت کو افضل قرار دیتے ہیں ظاہر ہے کہ انہوں نے اس فضیلت میں ان ابتدائی صوفیاء ہی کی رعایت کی ہے جو اسماء وصفات کے موضوع سے متعلق باوجود کثرت عبادت کے منہج صحیح پر ثابت قدم تھے اور انہوں نے اس میں ان صوفیاء کا اعتبار نہیں کیا جو امور توحید، علم وعمل میں مختلف پہلوؤں کے حامل تھے مثلاً کلاباذی خوکودکو معتدل اور موحد کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ''تجھ پر کوئی شاہد نہیں تو ہی حق ہے'' یہ کلام حق اور باطل دونوں کا احتمال رکھتا ہے ایسے ہی قشیری اولیاء کو معصوم قرار دیتا تھا اور سلمی نے تفسیر میں عجیب وغریب باتیں کی ہیں اور غزالی نے احیاء العلوم میں جو قصے نقل کئے ہیں وہ انتہائی عجیب ہیں حتی کہ قدیم صوفیاء مثلاً جنید، شبلی، اور محاسبی وغیرہ نے بھی فاش غلطیاں کی ہیں جبکہ انہیں اعتدال پسند کہا جاتا ہے۔

ابن تیمیہ صوفیہ اور متکلمین میں اکثر موازنہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا انحراف یہ ہے اور ان کا انحراف یہ ہے مقصد غالی متکلمین ہوتے جیسے رازی اور آمدی وگرنہ کیا وہ اشاعرہ متکلمین جیسے ابوبکر باقلانی اور نمونے صوفیاء کے مابین موازنہ کریں گے حالانکہ ابوبکر باقلانی نے اسلام کا دفاع کیا اس کا علم اور فقہ اور صوفیاء کی بکواسیات سے کئی گنا بہتر ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک اور عالم دین ابن عقیل بھی یہی رائے دیتے کہ: میرے نزدیک متکلمین صوفیاء سے بہتر ہیں کیونکہ متکلمین شک کو دور کرتے ہیں جبکہ صوفیاء شک وشبہات اور وہم کو پیدا کرتے اور جو کہتا ہو کہ مجھے میرے دل نے میرے رب سے بیان کیا گویا وہ صراحت کررہا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ سے بیزار ہے [1]۔

قشیری صوفیاء کو انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد سب سے افضل مانتا تھا اور کہتا کہ وہ مخلوق کے مددگار ہیں مجھے

---

[1] تلبیس ابلیس: 375۔

نہیں معلوم کہ وہ صحابہ اور تابعین اور علماء عاملین کو کیا درجہ دیتا تھا دیتا بھی تھا یا نہیں ؟ اللہ نے سچ فرمایا: **کل حزب بما لدیھم فرحون.** (یعنی) ہر ٹولہ اسی پر نازاں ہے جو اس کے پاس ہے (یعنی عقائد و اعمال) اگر یہ لوگ شریعت کی کسوٹی پر اپنے عقائد و اعمال کا جائزہ لیں تو جان لیں گے کہ وہ بدعتی ہیں لیکن تعصب اور نخوت و عُجب کا کیا کیا جائے مسئلہ یہ نہیں کہ ہر ایک اپنے لئے اپنی پسند کی راہ چن لے بلکہ حق صرف ایک ہے اور وہ اہل السنۃ والجماعۃ کا راستہ ہے اس کے سوا ما سوا گمراہی کے اور کچھ بھی نہیں ہم ہمیشہ دعا کرتے ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کیا کرتے تھے:

**اللھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل فاطرا لسموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنا لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم.**

''یا اللہ جبرائیل ومیکائیل واسرافیل کے رب آسمانوں وزمین کے خالق غائب و موجود کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا ہمیں اپنے حکم سے ہدایت عطا کر حق کی جس میں اختلاف کیا گیا ہو یقیناً تو جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی راہ دکھا دیتا ہے۔

**وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.**

# لاحقہ

# صوفیاء کی کتب کے بارے میں علماء کی رائے

① کتاب احیاء العلوم الدین مؤلفہ ابوحامد الغزالی: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں بہت سی مفید باتیں ہیں اس میں بہت سا فلسفیانہ مواد ہے جس کا تعلق توحید، انبیاء، اور حشر ونشر سے علماء نے ابوحامد الغزالی پر اس سلسلے میں رد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اسے شفاء نے بجائے صحت مند کرنے کے مزید بیمار کر دیا ان کی مراد کتاب الشفاء ہے جو فلسفہ کے بارے میں ابن سینا کی تالیف ہے غزالی کی کتاب میں بہت سی احادیث وآثار ضعیف بلکہ موضوع ہیں اور صوفیاء کے بہت سے مغالطے اور ان کی بکواسیات بھی ہیں نیز ایسے بزرگوں اور صوفیوں کا کلام بھی ہے جو اعمال قلوب میں مشغول تھے اور کتاب وسنت کے پابند تھے البتہ مہلک امور سے متعلق کلام کا اکثر حصہ حارث المحاسبی کی کتاب الرعایۃ سے ماخوذ ہے جیسے، تکبر، عُجب اور حسد سے متعلق کلام جس میں سے کچھ تو قابل قبول ہے اور اکثر نا قابل قبول ہے ❶۔

ابن جوزی فرماتے ہیں: مجھے غزالی سے سخت تعجب ہے کہ وہ کیونکر ان خلاف شریعت امور کا حکم دیتا ہے اور کس طرح منہ کے بل پوری رات کھڑے رہنے اور مال ضائع کر دینے اور کمائی کے لائق ہونے کے باوجود بھیک مانگنے کو حلال وجائز قرار دیتا ہے غزالی نے فقہ کو تصوف کے بدلے بیچ کر خسارے کا سودا کیا ہے پاک ہے وہ ذات جس نے اسے اس کی کتاب احیاء کے ذریعے دائرہ فقہ سے نکال کر صوفیت میں داخل کر دیا ❷۔

ابوبکر طرطوشی فرماتے ہیں: غزالی نے کتاب الاحیاء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ سے بھر دیا روئے زمین

---

❶فتاوی ابن تیمیہ:551/10۔ ❷تلبیس ابلیس:353۔

پر اس سے بڑھ کر اور کیا جھوٹ ہوگا ؟ کہ غزالی نے اپنی کتاب میں فلاسفہ کے مذاہب اور صوفیاء کے عقائد بھر دیئے ❶۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: اس میں اکثر باطل احادیث ہیں اور یہ بہت بہتر ہوتی اگر اس میں حکماء کے طریق اور صوفیت کی خرافات سے متعلق آداب، رسوم اور زہد نہ ہوتا❷۔

(۲) کتاب قوت القلوب از ابوطالب مکی: امام شافعی فرماتے ہیں: ابوطالب نے اپنی آراء میں علماء کی مخالفت کی ہے بسا اوقات اجماع کی بھی مخالفت کی ہے لیکن وعظ ونصیحت اور آخرت کی ترغیب سے متعلق بہترین گفتگو کی ہے چنانچہ طلباء آخرت کی ہولناکیوں سے آگاہ ہونے کے لئے اس کی کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں لیکن عوام الناس کے لئے اس کا مطالعہ کرنا حلال نہیں ❸۔

ابن کثیر فرماتے ہیں: نیک آدمی تھا اپنی کتاب ''قوت القلوب'' میں موضوع احادیث ذکر کی ہیں لوگ اسے بدعتی کہتے تھے اور اسے چھوڑ رکھا تھا❹۔

(۳) ابوعبدالرحمٰن السلمی کی تفسیر قرآن: ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اس کی کتابوں میں صحیح احادیث اور دین کے اعتبار سے مفید کلام ہے بعض ایسی ضعیف احادیث اور ناقابل قبول کلام بھی ہے جو نادان کے لئے مضر ہے بعض لوگ اس کی روایت میں تردد کرتے تھے❺۔

ذہبی فرماتے ہیں: اس کی ایک کتاب ہے جسے حقائق التفسیر کہا جاتا ہے کاش وہ اسے تصنیف نہ کرتا وہ تحریف اور باطنیت سے معمور ہے پڑھ کر دیکھ لو اس میں عجائبات ہیں❻۔

واحدی کہتے ہیں: اگر وہ اس کے تفسیر قرآن ہونے کا اعتقاد رکھتا تھا تو کافر ہے❼۔

---

❶الرسائل از عبداللطیف آل شیخ:137/3۔ ❷الرسائل از عبداللطیف آل شیخ:140/3۔ ❸الافادات والانشارات:44۔
❹البدایة والنهایة:319/11۔ ❺فتاوی:386/1۔ ❻التفسیر والفسرون:386/2۔ ❼التفسیر والفسرون:386/2۔

# طریق رفاعی کی خلوت نشینیاں

اس میں مقدم یا جادیش کے مرتبے تک پہنچنے تک پہنچنے کے لئے مرید کو چار قسم کی خلوت نشینی اختیار کرنی پڑتی ہے۔

① تین دن ابتداء اتوار سے ہوگی۔

② تین دن ابتداء پیر سے ہو۔

③ چار دن ابتداء منگل سے ہو۔

④ 5 دن ابتداء بدھ سے ہو۔

اس شرط کے ساتھ کہ صبح وشام کے علاوہ کچھ نہ کھائے گا اور صرف اتنا کھائے گا کہ رمق باقی رہے اور گوشت نہ کھائے گا (یہ ہندومت اور نصرانیت سے مشابہت ہے) اور یہ کہ کسی ایک مخصوص جگہ پاک جگہ میں لوگوں سے مکمل طور پر چھپ کر رہے گا کہ کوئی اس کے پاس نہ آسکے اور ہر وقت یا حمید کا ورد کرے گا ہر نماز کے بعد کم ازکم تین ہزار دفعہ دوسری ریاضت میں اس کا ورد یا رحیم ہوگا کم ازکم چار ہزار بار اور تیسری ریاضت میں یاوہاب کا ورد کرے گا کم ازکم پانچ ہزار دفعہ اور ان خلوتوں کے بھی خاص مختلف درجے ہیں جو طریق رفاعی کے ہر مرید کے لئے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے جو عہد کرے کہ سات دنوں تک خلوت اختیار کرے گا جس کی ابتداء گیارہ محرم سے ہوگی اور ان سات دنوں میں چیختا رہے گا اور گھر والی کے ساتھ بستر پر بالکل نہیں سوئے گا اور گوشت نہیں کھائے گا۔ رفاعی کہتا ہے کہ: سات دنوں کی خلوت مالک اور مرید صادق کے لئے باعث فیض ہے ❶۔

❶الطرق الصوفیة از عامر نجار:104/100 نیزغایة الامانی از ابوالمعالی آلوسی:230/1۔ (شیبی اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ ان سات دنوں کی خلوت کا مقصد حسین رضی اللہ عنہ پر شدید غم کا اظہار کرنا ہے جیسا کہ شیعہ کا وطیرہ ہے لیکن مریدوں کو اس طرح بہلایا پھسلایا جاتا ہے کہ انہیں شیعیت کا شبہ نہیں ہوتا)۔

## طریقہ تیجانیہ میں جوھرۃ الکمال کا ورد

یا اللہ عین رحمت ربانی ، یا قوت حقیقی ، مرکز فہم ومعانی ، انسانی کائنات کے نور ، صاحب حق ربانی ، ہر بحر وبر سے گزرنے والی ہواؤں پر چھا جانے والی روشنی پر رحمت وسلامتی کر یا اللہ اس عین حق پر جن سے حقائق کے بڑے بڑے عرش ظاہر ہوجاتے ہیں ، عین معارف اقوام پر ، اپنے کامل وسیدھے رستے پر رحمت بھیج یا اللہ کنز اعظم کی حقیقت کے طلوع ہونے والے حق پر ، ﷺ اوران کی آل پر ایسی رحمت اتار جس کے ذریعے ہم انہیں پہچان لیں[1]۔

ان الفاظ میں موجود شرک وبدعت واضح ہے دیگر صوفیانہ طریقوں کے اوراد میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔

## ابوسلیمان الدارانی کے کلمات

آخرت کی کنجی بھوک ہے ، دنیا کی کنجی سیر ہونا ہے ، اور دنیا وآخرت میں ہر خیر کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا خوف ہے ، ہم اسے عبادت نہیں مانتے کہ تو صف میں کھڑا ہو پھر کوئی دوسرا تیرے قدم ہلا دے لیکن تو ہمہ وقت اپنی قدم کس کر باندھ لے پھر عبادت کر اس دل میں کچھ خیر نہیں جو توقع کرے کہ اس کا دروازہ کھلے گا اور کوئی کچھ دے جائے گا۔ میں نے ایسا کوئی صوفی نہیں دیکھا جس میں خیر ہو سوائے عبداللہ بن مرزوق کے میں ان کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہوں ۔ جس کا آج اس کے کل جیسا گزرے میں دنیا میں دن بسر کرنے اور درخت لگانے کے لئے باقی رہنا پسند نہیں کرتا[2]۔

## حلاج کے حالات زندگی

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اس بات سے کہ ہم اس کے بارے میں وہ کچھ کہہ دیں جو اس نے نہ کیا ہو یا اس کی طرف جھوٹے اقوال افعال کو منسوب کردیں سو اب ہم یہ کہتے ہیں

[1] التیجانیة:262۔ [2] حلیة الاولیاء:259/9 نیز صفوۃ الصفوۃ:223/4۔

کہ اس کا نام حسین بن منصور حلاج تھا اس کا دادا فارس کا مجوس تھا وہ واسط میں پلا بڑھا پھر بغداد چلا آیا اور بارہا مکہ گیا اپنے نفس پر جبر کرتا کھلے آسمان تلے مسجد حرام کے وسط میں بیٹھا رہتا بڑے بڑے صوفیاء کے ساتھ رہا جیسے جنید، بغدادی فرماتے ہیں ہیں: عمرو بن عثمان مکی، ابوالحسین النووی۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: صوفیاء کی اس کے متعلق مختلف آراء ہیں اکثر نے نفی کردی ہے کہ حلاج ان میں سے ہو بعض نے اسے قبول کیا ہے جیسے ابوالعباس بغدادی، محمد بن خفیف اور ابراہیم بن محمد انہوں نے اس کے حال کو درست قرار دیا ہے۔ تمام علماء کا اجماع ہے کہ وہ واجب القتل تھا اور حالت کفر میں ہی قتل ہوا بڑا جادوگر اور بہروپیا تھا ہر ایک کا مذہب اختیار کرلیتا اگر اہل السنۃ ہوں تو سنی روافض ہوں تو رافضی معتزلہ ہوں تو معتزلی صوفیاء ہوں تو صوفی، فاسقین وغیرہ ہوں تو ان کے ساتھ ہمیشہ لوگوں کو گمراہ کرتا اور خود کو ان سے افضل کہتا تا آنکہ رب ہونے کا دعویٰ کرنے لگا چنانچہ بغداد میں اسے قید کردیا گیا علماء نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ وہ کافر ہے زندیق ہے جادوگر اور انتہاء درجے کا جھوٹا ہے [1]۔

اصطخری فرماتے ہیں: حلاج بہروپیا تھا ہر طریقہ اختیار کرلیتا ایک حالت سے دوسری حالت تک ترقی کرتے کرتے اس حال میں پہنچا کہ کہنے لگا کہ اس نے اپنے آپ کو اطاعت سے پاک کرلیا اور اپنے دل کو اعمال صالحہ میں لگادیا اور اپنی ذات سے الگ ہوگیا پھر وہ ترقی کرتے ہوئے مقربین کے مقام تک پہنچا پھر وہ درجہ معافاۃ تک پہنچا یہاں تک کہ اپنی طبعی بشریت سے بالکل ہی پاک ہوگیا اس وقت اس میں اللہ کی وہ روح سما گئی جو عیسیٰ بن مریم میں تھی اب وہ جس چیز کا ارادہ کرے وہ ہوجاتی ہے [2]۔

**سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون، وسلام علی المرسلین والحمد للّٰہ رب العالمین.**

---

[1] البدایة والنهایة: 138/11۔ [2] الحضارة الاسلامیة از آدم متز: 63/2۔

# ثبت المراجع


| مصنف | کتب |
| --- | --- |
| ابن تیمیة | احمد بن عبدالحلیم<br>الفتاوی:ط الریاض<br>اقتضاء الصراط المستقیم<br>در تعارض العقل والنقل:تحقیق رشاد سالم<br>الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح<br>الاستقامة:تحقیق رشاد سالم |
| ابن القیم | محمد بن ابی بکر<br>مدارج السالکین<br>اغاثة اللهفان |
| ابن الجوزی | عبدالرحمن بن علی<br>صفة الصفوة<br>تلبیس ابلیس |
| ابن عطاء السکندری | لطائف المنن |
| ابوالحسن الاشعری | مقالات الاسلامیین |
| ابونصر السراج | اللمع |
| ابن خلدون | المقدمة |
| ابن کثیر | البدایة والنهایة |

| | |
|---|---|
| الآلوسی | ابو المعانی محمد شکری<br>غاية الامانی فی الرد علی النبهانی |
| الآلوسی | نعمان خير الدين<br>جلاء العينين فی محاكمة الحمدين |
| البقاعی | برهان الدين<br>تنبيه الغبی لتكفير ابن عربی : تحقيق الوكيل |
| البيرونی | ابو الريحان محمد بن احمد – تحقيق<br>ما للهند من مقولة :ط : حيدرآباد |
| الجيلانی | عبدالقادر – فتح الربانی |
| الجرجانی | التعريفات |
| الذهبی | محمد بن احمد بن عثمان<br>سير اعلام النبلاء :ط: مؤسسة الرسالة |
| ابن سعد | الطبقات |
| الشاطبی | ابو اسحاق ابراهيم بن موسیٰ<br>الاعتصام من البدع<br>الموافقات – الافادات والانشادات |
| الشيبانی | الامام محمد بن الحسن<br>الكسب : تحقيق سهيل زكار |

| | |
|---|---|
| الشوکانی | محمد بن علی<br>قطر الولی عن حدیث الولی – تحقیق ابراهیم هلال |
| الشعرانی | عبدالوهاب – الطبقات الکبری |
| الرازی | اعتقادات فرق المسلمین |
| الراغب الاصفهانی | الحسین بن محمد – الذریعة الی مکارم الشریعة |
| الکلاباذی | ابوبکر محمد – التعرف لمذهب التصوف |
| احمد امین | ظهر الاسلام |
| احسان الهی ظهیر | الشیعة و آل البیت |
| خلیل مردم بک | یومیات الخلیل |
| زکی مبارک | التصوف الاسلامی فی الآداب والاخلاق |
| سمیع عاطف الزین | الصوفیة |
| شکیب ارسلان | حاضر العالم الاسلامی |
| صدیق بن حسن القنوجی | ابجدالعلوم |
| عامر النجار | الطرق الصوفیة |
| عبدالله سلوم السامرانی | الغلو والفرق الغالیة فی الحضارة الاسلامیة |
| عبدالقادر عیسیٰ | حقائق عن التصوف |
| عبدالرحمن الافریقی | الانوار الرحمانیة لهدایة الفرق التیجانیة |

| | |
|---|---|
| عبدالرحمن بدوى | الانسان الكامل فى الاسلام – شخصيات القلقة فى الاسلام – من تاريخ التصوف الاسلامى – من تاريخ الالحاد–شطحات الصوفية |
| د.مصطفى الشيبى | الصلة بين التصوف والتشيع :ط: دارالمعارف |
| عبدالرحمن الوكيل | هذه هى الصوفية:ط:دارالكتب العلمية |
| على بن محمد دخيل الله | التيجانية – نشر دار طيبة |
| مالک بن نبى | مشكلة الافكار |
| مصطفى صبرى | موقف العقل والعلم والعالم من رب العالمين |
| رشيد رضا | تاريخ الامام |
| ولى الله الدهلوى | حجة الله البالغة |
| آدم متز | الحضارة الاسلامية فى القرن الرابع الهجرى |
| الكسيس كاريل | تاملات فى سلوک الانسان – نشرة جامعة الدول العربية |